Volume II
No. 5

SP. II-5-73 (E).
400

THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Saturday, September 15, 1973

CONTENTS

		Pages
1.	Starred Questions and Answers.	81
2.	Leave Application.	84
3.	Message—*Read out.*	84
4.	Report on the Service Tribunals Bill, 1973—*Presented.*	84
5.	Message of Goodwill from the Democratic Republic of North Vietnam—*Read out.*	85
6.	The Life Insurance (Nationalisation) (Amendment) Bill, 1973—*Passed.*	85—87
7.	The High Treason (Amendment) Bill, 1973,	87—115
8.	The Companies (Amendment) Bill, 1973—*Passed.*	115—116
9.	The Service Tribunals Bill, 1973—*Passed.*	117—119
10.	The Civil Servants Bill, 1973—*Passed.*	119—122
11.	Prorogation Order by the President—*Passed.*	122

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, ISLAMABAD
PUBLISHED BY THE MANAGER OF PUBLICATIONS, KARACHI

Price : Ps. 50

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Saturday, September 15, 1973

The Senate of Pakistan met in the Senate Chamber at ten of the clock, in the morning, Mr. Chairman (Mr. Habibullah Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

STARRED QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman: We will take up questions.

RECRUITMENT OF DEPUTY/JOINT SECRETARIES, ETC.

2. ***Sardar Mohammad Aslam** : Will the Minister for Establishment be pleased to state:

(a) the number of persons recruited directly by the Federal Government as Deputy Secretaries, Joint Secretaries and Additional Secretaries without competitive examination;

(b) the total number of persons recruited from NWFP in the above posts;

(c) the total number of persons recruited in Ministerial Services; and

(d) the number of persons recruited from NWFP in the above posts?

Mr. Khurshid Hasan Meer: (a) Ninety-nine persons have been selected through lateral entry for posts of Deputy Secretary, Joint Secretary and additional Secretary.

(b) Out of the ninety-nine candidates selected for posts in the Central Secretariat and equivalent, twelve (12) belong to the NWFP, which works out to about 12%.

(c) & (d) The requisite information is being collected and will be placed on the table of the House in due course.

جناب خورشید حسن میر (وزیر ے محکمہ) : جناب والا - اس سوال کے پہلے حصہ کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ جو براہ راست بھرتی کی گئی ہے - اس میں کل سیکریٹریٹ سروس کے ننانوے (۹۹) افیسر بھرتی کئے گئے ہیں - ڈپٹی سیکرٹری ' جائنٹ سیکرٹری اور ایڈیشنل سیکرٹری کی آسامیوں کیلئے فرنٹیئر کے جو حضرات ان ننانوے (۹۹) میں سے بھرتی کئے گئے ہیں وہ بارہ ہیں اور گویا کہ وہ 12% لوگ فرنٹیر سے ہیں - میں یہاں یہ عرض کردوں کہ یہ جو ترمیم شدہ صوبائی کوٹہ وفاقی ملازمتوں کیلئے مقرر کیا گیا ہے - اس میں

[Mr. Khurshid Hasan Meer]

دس فیصد (10%) قابلیت کی بنا پر بھرتی ہوا کریں گے۔ اور باقی نوے فیصد (90%) حصہ آبادی کی بنا پر مختلف صوبوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اسطرح سے فرنٹیئر اور ٹرائیبل ایریا کو نکال کر اس کے علاوہ گویا یہ ساڑھے گیارہ فیصد بنا کریگا۔ تو یوں یہ جو بارہ فیصد لوگ فرنٹئیر سے بھرتی کئے گئے ہیں۔ یہ لوگ اس سے بھی مطابقت رکھتے ہیں۔ باقی سوال کے حصہ (C) اور (D) کا جہاں تک تعلق ہے۔ اس کے بارے میں اطلاعات فراہم کر رہے ہیں۔ جونہی یہ فراہم ہو جاتی ہیں۔ تو ہاؤس کے سامنے پیش کردی جائیں گی۔

Mr. Chairman: Do you want to ask any supplementary?

جناب شیر محمد خان: جی ہاں۔ کیا آنریبل منسٹر صاحب یہ بیان فرمائیں گے کہ اس Recruitment میں Division-wise کتنے لوگ آئے ہیں؟ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ ڈیرہ اسماعیل خان کو کتنی سیٹیں ملی ہیں؟ پشاور ڈویژن اور مالا کنڈ ڈویژن کو کتنی سیٹیں ملی ہیں؟

جنب خورشید حسن میر: جناب والا! اس کے لئے نوٹس چاہئیے۔ لیکن میں یہ عرض کردوں کہ جب صوبائی کوٹہ مقرر کردیا گیا ہے۔ تو پھر اس Division-wise سوال کا لحاظ رکھا بھی نہیں جا سکتا۔ یہ قانوناً غلط ہے۔ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ اور اگر ایسی اطلاعات فراہم کرنے کا حکم دیں۔ تو ہم فراہم کردیں گے لیکن یہ بات غلط ہے۔ اسطرح ایک اور عرض کردوں کہ جسطریقے سے یہ سوال Put کیا گیا ہے، کہ یہ لوگ مقابلے کے امتحان کے بغیر بھرتی ہوئے ہیں، یہ درست نہیں۔ انکو بھی مقابلے کے امتحان کی بناء پر لیا گیا ہے۔ اور انکے مقابلے کے امتحانات باقاعدہ ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ تو آپ نے پہلے ہی جواب میں دے دیا ہے۔

جناب قربان علی شاہ: کیا آنریبل منسٹر صاحب یہ فرمائیں گے کہ ان ننانوے افسروں میں سے سندھ کے کتنے افسر لئے گئے ہیں؟

جناب خورشید حسن میر: جناب۔ اگر مجھے سندھ کے بارے میں نوٹس ہوتا تو میں ضرور اطلاعات فراہم کرتا لیکن اسوقت صرف میرے پاس فرنٹیر کی لسٹ ہے کیونکہ اس کے متعلق ہی سوال پوچھا گیا ہے۔

جناب طاہر محمد خان: جناب والا۔ میں آنریبل منسٹر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو اب تقرریاں ہوئی ہیں۔ انکو Appointment Orders کب Issue ہو رہے ہیں۔ بالخصوص فارن سروس کے متعلق؟ اور جو لوگ سول سروس میں Appoint کئے گئے ہیں انکے Posting Orders کب issue ہونگے۔ کیونکہ بہت سے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ انکو ابھی تک کوئی Orders نہیں ملے ہیں؟

جناب خورشید حسن میر (وزیر بے محکمہ): جناب والا۔ سوال تو سیکرٹیریٹ سروس کے بارے میں تھا لیکن فارن سروس کے متعلق نہیں تھا مگر فارن سروس کے متعلق

پریس نوٹ جاری ہو چکا ہے اسٹیبلشمنٹ ڈویژن انکو Appointment Letters بھیج رہی ہے۔ آپ نے دو تین دن پہلے اخباروں میں پڑھا ہوگا کہ تقرریوں کے احکامات بھیجے جا رہے ہیں۔ انکی Post.ng فارن منسٹری کریگی۔ جہاں تک سیکرٹیریٹ سروس کا تعلق ہے۔ جتنے لوگ اس میں منتخب ہوئے ہیں انکی لسٹیں مختلف محکموں کو بھیج دی گئی ہیں۔ اور ان سے کہا گیا ہے کہ اپنی ترقیوں پر غور کرنے سے قبل انکو Abs rb کریں اور کچھ ہو رہے ہیں۔ ان میں سے کچھ ہو گئے ہیں اور باقی بھی Absorb ہو جائیں گے۔

Mr. Chairman: One at a time please, decide between yourselves. He should be given preference because it was his question.

سردار محمد اسلم: جیسا کہ جناب وزیر متعلقہ نے فرمایا ہے کہ فارمولا یہ نکالا گیا ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کی m.rit پر دس فیصد saets ہونگی۔ باقی ۹۰ فیصد ہر صوبے میں آبادی کے لحاظ سے تقسیم کی جائیں گی۔ کیا اس فارمولے کا اطلاق صوبوں میں ضلع وار بھی ہوگا؟

جناب خورشید حسن میر: جہاں تک وفاقی ملازمتوں کا تعلق ہے اس فارمولے کا اطلاق نہیں ہوگا۔

سردار محمد اسلم: وفاقی سروسز کا نہیں۔ کیا صوباتی سروسز میں ہوگا؟

جناب خورشید حسن میر: صوبائی سروسز کا سوال اس اسمبلی میں نہیں پوچھا جا سکتا۔ یہ سوال صوبائی اسمبلیوں میں ہو سکتا ہے۔

Mr. Chairman: Listen please. He is not competent to give you reply on behalf of the provincial Government.

Sardar Mohammad Aslam: I am not asking a question about the provincial Government. My question is whether the same formula will be applied under the direction of the Central Government in respect of the provincial Government ?

Mr. Khurshid Hasan Meer: How is it possible ? This is a provincial quota. What will the provincial government do to the provincial quota ? So far as the provincial services are concerned, hundred per cent quota is with the provinces. How can this principle be applied there ?

جناب شیر محمد خان: جس طرح کہ منسٹر صاحب نے فرمایا کہ اس میں صرف صوبوں کیلئے کوٹہ مخصوص کیا جاتا ہے۔ آگے ڈویژنل بنیاد پر یا ضلع کی بنیاد پر کوٹہ مخصوص نہیں کیا جاتا تو کیا وزیر موصوف یہ ارشاد فرمائیں گے کہ اس میں ایسے ضلعے اور ڈویژن ہیں جو ترقی یافتہ نہیں ہیں۔ غیر ترقی یافتہ ہیں ان کیلئے professional colleges میں بھی کوٹہ رکھ دیا گیا ہے مخصوص سیٹ سے۔ تو اسوقت تک جب تک کہ انکو ترقی یافتہ ڈویژن کی بنیاد پر نہیں لایا جاتا، کیا یہ مہربانی نہیں کریں گے کہ فیڈرل گورنمنٹ کے غیر ترقی یافتہ علاقوں کے ڈویژنوں اور ضلعوں کا کوٹہ مخصوص کیا جائے؟

جناب خورشید حسن میر : جناب والا ـ میں عرض کردوں کہ سینٹ اور نیشنل اسمبلی کے رولز اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ حکومت سے policy matters کے بارے میں سوال کے ذریعے سے کچھ پوچھا جائے ـ policy matters کے بارے میں اگر کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو سینٹ میں قرار داد پیش کریں ـ حکومت اس قرار داد پر غور کریگی ـ لیکن سوال کے ذریعے policy matters کا فیصلہ نہیں ہو سکتا ـ اور نہ ہی میں policy matters پر جواب دینے کا competent ہوں ـ اگر آپ اطلاعات پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کیلئے میں حاضر ہوں

PROSPHATE FACTORY IN HAZARA

3. ***Sardar Mohammad Aslam**: Will the Minister for Production, Town Planning and Agrovilles be pleased to state whether it is a fact that there is a scheme to install a Phosphate Factory in Hazara District by Pakistan Industrial Development Corporation? If so, when will it be implemented?

Mr. J. A. Rahim: The Sarhad Development Authority have prepared a Plan for a Superphosphate Plant in Hazara District.

سردار محمد اسلم : ضمنی سوال جناب ـ کیا یہ سپر فاسفیٹ پلانٹ ضلع ہزارہ میں PIDC, controlled by Federal Government. بنائے گی یا سرحد گورنمنٹ بنائے گی ؟

جناب خورشید حسن میر : میں نے عرض کیا ہے کہ سرحد ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنائے گی ـ

LEAVE APPLICATION

Mr. Chairman: Mr. Naimatullah Khan has applied for leave of absence from the House. He says: "Will you kindly allow me leave for 13th, 14th and 15th September to attend a marriage function of my cousin"? Is the House prepared to grant him leave?

Voices: Yes.

Mr. Chairman: Leave is granted.

MESSAGE

Mr. Chairman: A message has been received from the National Assembly to the effect that the following Bills, namely, (i) The Life Insurance (Nationalisation) (Amendment) Bill, 1973 (ii) The High Treason (Punishment) Bill, 1973 (iii) The Companies (Amendment) Bill, 1973 and (iv) The Civil Servants Bill, 1973 have been passed by the National Assembly.

Mr. Chairman: Mr. Rafi Raza to present the report of the Standing Committee.

REPORT ON THE SERVICE TRIBUNALS BILL, 1973

Mr. Rafi Raza: Mr. Chairman, I beg to present the report of the Standing Committee on the Service Tribunals Bill, 1973. The Committee at its meeting held on the 14th September, 1973, has unanimously decided to recommend that the Bill as transmitted by the National Assembly, be passed by the Senate.

Mr. Chairman: The report is laid on the table of the House. Now we come to the legislative business.

Mr. Khurshid Hasan Meer: I believe the Chairman has probably to convey to the House the good wishes of a friendly Government before we take up the legislative business.

Mr. Chairman: I thought that would be better to say after the legislative business, but if you want it to be done before it, I would do that.

Mr. Khurshid Hasan Meer : More better.

MESSAGE OF GOODWILL FROM THE DEMOCRATIC REPUBLIC OF NORTH VIETNAM

Mr. Chairman : Gentlemen ! I have the privilege to convey to you the message of goodwill, friendship and best wishes from the people and the Government of the Democratic Republic of North Vietnam through their ambassador who has been recently accredited to Pakistan. Also, the other day he called on me and expressed his pleasure to be here. He requested me to convey the message of goodwill, best wishes and friendship of the Government of Vietnam and its people to the Government and the people of Pakistan including the Senators and everybody else. I have the pleasure and honour to convey that message to you.

Mr. Khurshid Hasan Meer (Minister Without Portfolio) : Sir, the Chair has already reciprocated the message of goodwill yesterday in the National Assembly. My colleague, the Law Minister, also conveyed to the House that the ambassador of the Democratic Republic of North Vietnam had called on him also and conveyed the same message of goodwill. Since my colleague, the Law Minister, is not present, I on his behalf, convey to the House the same message which was given to the Minister as a member of the Cabinet by the ambassador who has been newly accredited to Pakistan by the Democratic Republic of North Vietnam.

Mr. Chairman : Now we take up the legislative business.

THE LIFE INSURANCE (NATIONALISATION) (AMENDMENT) BILL, 1973

Mr. Khurshid Hasan Meer : Sir, on behalf of Mr. Abdul Hafeez Pirzada, I beg to move :

> "That the Bill to amend the Life Insurance (Nationalisation) Order, 1972 [The Life Insurance (Nationalisation) (Amendment) Bill, 1973], as passed by the National Assembly, be taken into consideration".

Mr. Chairman : Motion moved :

> "That the Bill to amend the Life Insurance (Nationalisation) Order, 1972 [The Life Insurance (Nationalisation) (Amendment) Bill, 1973], as passed by the National Assembly, be taken into consideration".

Mr. Khurshid Hasan Meer : Motion has to be put to the House.

Mr. Chairman : You have moved the motion. I have placed it before the House. If you want to say anything you may do so.

جناب خورشید حسن میر (وزیر بے محکمہ) : *جناب والا جس وقت لائف انشورنس بزنس ایک قانون کے تحت قومیایا گیا تھا تو اس قانون میں بعد میں کچھ خامیاں محسوس کی گئی تھیں - کچھ ضروری چیزیں ایسی تھیں جو اس میں نہیں تھیں - اور اس پر عمل درآمد کے دوران جو دقتیں محسوس ہوئیں ان کو دور کرنے کیلئے چند ضروری ترامیم ہیں - کچھ ترامیم تو بالکل رسمی ہیں - مثال کے طور پر جہاں پر مرکزی حکومت کے الفاظ تھے وہاں پر وفاقی حکومت لکھنے کی ضرورت تھی - کیونکہ جب سے آئین نافذ ہوا ہے ہم مرکزی حکومت کو وفاقی حکومت کہتے ہیں - کچھ ترامیم ایسی ہیں جن کی ضرورت ہمیں تجربہ کی بنا پر محسوس ہوئی ہے - مثلاً State Life Insurance Corporation کو جو واجبات ادا کرنے تھے انکے لئے گنجائش نہیں تھی - اب گنجائش رکھی جا رہی ہے - ایک اور مسئلہ یہ تھا کہ جو بیرونی کمپنیاں

---

*Speech not corrected by the honourable Minister.

[Mr. Khurshid Hasan Meer]

انکو معاوضہ ادا کرنا تھا۔ کچھ کمپنیاں ایسی تھیں جن کا مشرقی پاکستان میں
کم تھا اور قرضہ زیادہ تھا۔ جو ہم نے کمپنیاں قومیائی ہیں وہ ہم سے معاوضہ لے رہی
بنگلہ دیش کی حکومت نے تو ان کو نہیں قومیایا۔ اب وہ ہم سے ان اثاثوں کا معاوضہ
کررہے ہیں جو مشرقی پاکستان میں تھے ہم وہ معاوضہ کیوں ادا کریں؟ ہم تو صرف
اثاثے کا معاوضہ ادا کریں گے جو مغربی پاکستان میں تھا۔ اسلئے بھی اس میں ترامیم
ضرورت پیش آئی ہے اسلئے معمولی اور رسمی ترامیم ہیں اور کچھ ایسی ترامیم ہیں
پر عمل درآمد کے دوران کچھ دقتیں پیش آئی ہیں جن کو دور کرنا مقصود ہے، ان الفاظ
ساتھ میں درخواست کرتا ہوں کہ اس پر غور کیا جائے اور motion put کیا جائے۔

Mr. Chairman: Motion moved :

"That the Bill to amend the Life Insurance (Nationalisation) Order, [The Life Insurance (Nationalisation) (Amendment) Bill, 1973], as passed by National Assembly, be taken into consideration."

The motion is adopted.

جناب خورشید حسن میر: اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے اسلئے میں گذارش کرونگا
اس کو ایک ایک کلاز کرکے put کیا جائے۔

Now we have to take up the Bill clause by clause.

Mr. Chairman: I will allow you. Since there is no opposition to the consideration motion, so we are only to put it clause by clause.

جناب خورشید حسن میر: میں اسی چیز کے متعلق گذارش کررہا تھا۔

Mr. Chairman: I do not think there will be any opposition to this. Instead of reading it clause by clause, I will put the whole Bill.

جناب خورشید حسن میر: سیکنڈ ریڈنگ کے متعلق میں یہ عرض کرونگا کہ جیسا کہ
قاعدہ ہے کہ جب کوئی ترمیم نہ ہو تو ایک ایک کلاز علیحدہ علیحدہ put کرنے کی
بجائے تمام clauses یک لخت پیش کردی جائیں۔ اور اگر کوئی صاحب کچھ کہنا چاہتے
ہوں تو پھر ٹھیک ہے۔ ورنہ میری درخواست ہے کہ تمام clauses کو یک لخت پیش کر دیا
جائے۔

Mr. Chairman: I will put the whole Bill.

جناب خورشید حسن میر: قاعدہ تو یہ ہے کہ clause by clause پیش کرنے کی
بجائے ترمیم نہ ہونے کی صورت میں سارا motion یک لخت put کر دیا جائے۔
اگر کسی صاحب کو کچھ کہنا ہو تو علیحدہ بات ہے۔

Mr. Chairman: That is right.

جناب خورشید حسن میر: اگر کوئی صاحب کسی کلاز پر بولنا چاہیں تو ہم یقیناً
اس پر غور کریں گے۔ اسطرح جلدی میں کوئی قانون پاس نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر کسی

قانون میں بہتری کرنا مقصود ہے تو ہم اس کو پاس کرنے میں جلدی نہیں کریں گے۔

سردار محمد اسلم : clause by clause pu کرنے کی بجائے اسکو ایک دفعہ اکھٹا ہی pu کر دیں کیونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے۔

Mr. Chairman : The question is :

"That clause 2 clause 7 do form part of the Bill."

The motion is adopted.

Mr. Chairman : Now, I put clause 1, short title, commencement and the preamble. The question is :

"That clause 1, short title, commencement and the preamble do form part of the Bill."

The motion is adopted.

Mr. Khurshid Hasan Meer : Sir, I beg to move :

"That the Bill to amend the Life Insurance (Nationalisation) Order, 1972 [The Life Insurance (Nationalisation) (Amendment) Bill, 1973], be passed."

Mr. Chairman : Motion moved :

"That the Bill to amend the Life Insurance (Nationalisation) Order, 1972 [The Life Insurance (Nationalisation) (Amendment) Bill, 1973], be passed."

(Pause)

Mr. Chairman : The question is :

"That the Bill to amend the Life Insurance (Nationalisation) Order, 1972 [The Life Insurance (Nationalisation) (Amendment) Bill, 1973], be passed."

The motion is adopted. The Bill is passed.

THE HIGH TREASON (AMENDMENT) BILL, 1973

Mr. Chairman : Next Bill please.

Mr. Khurshid Hasan Meer : Sir, I beg to move on behalf of the Law Minister.

"That the Bill to provide for the punishment of persons found guilty of acts of abrogation or subversion of a Constitution or of a high treason [The High Treason (Amendment) Bill, 1973], as passed by the National Assembly, be taken into consideration."

Mr. Chairman : Motion moved :

"That the Bill to provide for the punishment of persons found gulity of acts of abrogation or subversion of a Constitution or of a high treason [The High Treason (Amendment) Bill, 1973], as passed by the National Assembly, be taken into consideration."

جناب خورشید حسن میر (وزیر بے محکمہ) : *جناب والا ہم ایک بڑی طویل
وجہد کے بعد اور ایک صبر آزمائش کے بعد اور جناب قائد عوام ذوالفقارعلی بھٹو
قیادت میں پاکستان پیپلز پارٹی نے جو کٹھن جنگ آمریت کے خلاف لڑی ہے اسکے
جہ میں بالاخر جمہوریت کے دور میں داخل ہوئے ہیں۔ یہ کوئی معمولی کامیابی نہیں
۔ جو ممکن کوشش ہو سکتی تھی کی گئی کہ اس ملک میں جمہوریت نہ آئے عوامی
ر نہ شروع ہو اور طاقت عوام کے ہاتھ میں نہ ہو۔ طاقت صرف سرمایہ داروں جاگیرداروں
استحصالی طبقہ کے نمائندوں اور فوجی طالع آزماؤں کے ہاتھ میں رہے۔ انہوں نے اس
ک کی تباہی کی۔ لیکن ہماری یاد داشت کمزور ہو گئی انگریزی میں ایک مقولہ ہے
عوام کی یاد داشت کمزور ہوتی ہے۔ ایوب خان کے دور میں سیاسی استحصال ہوتا رہا
ایوب خان کے طویل دور آمریت کے نتیجہ میں ہمارے یہاں مشرقی پاکستان میں علیحدگی
احساس، خیال اور تصور ایک تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔ وہ کیونکر
۔ یہ ایوب خان کی آمریت کا نتیجہ تھا، آسکی صدارتی طرز حکومت جو اس نے رائج کی
ی آسکا نتیجہ تھا اور مشرقی پاکستان کے لوگوں کو یہ احساس ہونے لگا کہ حکومت کے
وبار میں ہم مؤثر طور پر شریک ہی نہیں ہیں۔ پھر ہمارے یہاں جو اقتصادی نظام
حصال کا، طبقاتی استحصال کا رائج تھا اور جس طور پر ہمارا ملک واقع تھا کہ اسکا نصف
یہ ایک ہزار میل دور تھا اور بیچ میں بھارت تھا۔ تو یہ ایک لازمی بات تھی کہ طبقاتی
حصال علاقائی استحصال کی صورت بھی اختیار کر گیا۔ ایک لازمی امر تھا۔ اس سے
ر ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ جو علاقے پسماندہ تھے انہیں پسماندہ ہی رہنا تھا۔ اور بھی
ماندہ ہو جانا تھا اور دولت کا ارتکاز چند ہاتھوں میں ہونا تھا، ایک طبقے میں ہونا تھا
چند خاص بڑے بڑے شہروں میں ہو جانا تھا اور یہی ہوا۔ لیکن مغربی پاکستان
ں تو یہ ممکن ہے کہ اگر دولت ایک شہر کراچی میں جمع ہو جائے یا ایک علاقہ میں
ادہ صنعتیں قائم ہو جائیں وہ واپس پسماندہ علاقوں میں پہنچائی جا سکتی ہیں، اگر کوئی
عوامی حکومت ہو اور وہ پسماندہ علاقوں کی ترقی چاہتی ہو۔ لیکن جو علاقہ ایک ہزار
یل اور بھارت کے پار تھا، وہاں واپس پہنچانا بہت مشکل کام تھا۔ میں یہ تسلیم کرتا
وں کہ ۱۹۶۲ کے بعد ایوب خان کو بھی مجبوراً یہ کوشش کرنا پڑی کہ جو
حصال مشرقی پاکستان میں ہوتا رہا تھا اقتصادی طور پر اس میں کچھ کوشش کی جائے
ک کہ وہاں صنعتی ترقی ہو لیکن وہ استحصالی نظام میں ممکن ہی نہ تھا کہ انکے احساس
حرومیت کو کم کیا جائے۔ پھر ہم یہ بات بھی بھول جاتے ہیں کہ لنگڑے لولے
ظام کے جو جمہوری ادارے ایوب خان نے رائج کئے تھے وہ بھی ناکام ہو گئے تھے۔
ود مغربی پاکستان کا جو ون یونٹ تھا اسکو سندھ کے تمام کے تمام اراکین کہتے تھے
ہ ہمیں ون یونٹ منظور نہیں ہے، ایوب خان کے دور میں، اسکے آمریت کے دور میں۔
ر جب ایوب خان کی حکومت نے مشرقی پاکستان میں قومی اسمبلی کا اجلاس بلانے کی
وشش کی تو ناکام رہی۔ یہ سب باتیں ہم بھول جاتے ہیں۔ شیخ مجیب ایک علیحدگی
سند تھا، اسکو مشرقی پاکستان کا عوامی ہیرو ایوب خان نے بنایا اسکی پالیسیوں نے
یایا اور صاحب یہ سب کچھ ہوا اور اسکے بعد ہمارے یہاں فوجی آمریت نے جو کھیل

*Speech not corrected by the honourable Minister.

کھیلا اس میں اس فوجی آمریت کا ہاتھ کس نے بٹایا - کون انکے ساتھ تھا ؟ کیا پیپلز پارٹی انکے ساتھ تھی ؟ کیا یہ درست نہیں کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو بار بار یہ کہتے رہے کہ اب انتخاب ہو گئے ہیں اقتدار عوامی نمائندوں کو منتقل ہو جانا چاہیے - اس وقت کی حکومت نے مجبور ہو کر مشرقی پاکستان میں ایکشن لیا - ساری دنیا میں ہوتا آیا ہے کہ اگر کوئی اسطرح کا انتظامی ایکشن لیا گیا تو اسکے بعد پولیٹیکل ایکشن بھی چاہئیے- جناب ذوالفقار علی بھٹو کہتے رہے کہ پولیٹیکل ایکشن کیجئیے - کون لوگوں کے دل جیتئے اور لوگوں کو اپنے ساتھ ملائیے - اب خود کہتے ہیں کہ ۹۰ اراکین قومی اسمبلی مشرقی پاکستان سے ایسے ہیں جنکی حب الوطنی پر ہمیں شک نہیں، تو مشرقی پاکستان کی صوبائی حکومت انکے سپرد کیجئیے اور قومی اسمبلی کا اجلاس بلائیں اور عوامی نمائندوں کو اقتدار دیں - لیکن ایسا نہیں کیا گیا - وہاں ایک صوبائی حکومت بنائی گئی جسکی کوئی نمائندہ حثیت نہیں تھی اور جنھوں نے وہاں خانہ جنگی کو مزید فروغ دیا اور یہ خانہ جنگی سات ماہ جاری رہی - اسکے نتیجہ میں بھارت کو فوجی مداخلت کرنے کا موقع مل گیا اور مشرقی پاکستان ہمارے ہاتھ سے نکل گیا - تو یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ ہمارے ملک میں جمہوریت نہیں تھی، یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ ہمارے ملک میں کسی فوجی جرنیل کو اگر فوج میں نمایاں حثیت حاصل تھی تو اس نے حکومت پر قبضہ کرلیا، یہ اس لئے ہوتا رہا کہ ہمارے ملک میں کوئی اور ادارہ اتنا منظم نہیں تھا جتنا کہ انتظامی ادارے Bureaucracy ایک منظم چیز تھی وہ حکومت کرتی رہی، سرمایہ دار اوراستحصالی طبقے کے پاس social Power تھی وہ حکومت کرتے تھے - تو فوج ایک منظم تنظیم تھی، انھوں نے کہا لو ہم بھی کیوں نہ حکومت کریں لیکن اگر کوئی منتظم نہیں تھا تو ملک کے اندر کوئی سیاسی پارٹی صیحح معنوں میں منظم نہیں تھی جبتک کہ پاکستان پیپلز پارٹی وجود میں نہ آئی - تو پاکستان پیپلز پارٹی کے وجود میں آنے کے بعد اور اسکے سارے ملک میں عوامی قوت کے طور پر، ایک عوامی تحریک کے طور پر منظم ہو جانے کے بعد اور عوام کا اعلانیہ ساتھ دینے کے بعد اس ملک میں سیاسی شعور نے اور حیثیت اختیار کرلی اور یہ سیاسی تنظیم جو تھی وہ ایک سب سے بڑی منظم قوت بن کر ابھری اس کے نتیجہ میں پاکستان کی حکومت بنی اور جناب ذوالفقار علی بھٹو صدر بنے - قومی اسمبلی کا اجلاس طلب ہوا اور ہم جمہوریت کے دور میں داخل ہوئے - اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے اپنی جمہوریت کی حفاظت کس طرح کرنی ہے - ہم نے یہ جو ادارے قائم کئے ہیں، قومی اسمبلی ہے، سینٹ ہے، صوبائی خود مختاری ہے، صوبائی اسمبلیاں ہیں، صوبائی حکومتیں ہیں - ان کی ہم نے حفاظت کیونکر کرنی ہے - یہ اگر پہلے ہوتا تو ہمارے ملک کا نصف حصہ ہمارے ہاتھ سے نہ جاتا - اور اب یہ ہم نے سب کچھ حاصل کیا تو اسکی بقاء کی یہی صورت ہے کہ یہ ادارے قائم کر لیں اور ملک میں جمہوریت قائم کریں - تو اسی لئے یہ ضروری ہے کہ ہم یہ قانون بنائیں کہ جو شخص بھی اقتدار پر بزور قبضہ کرے، یا کرنے کی کوشش کرے ، جو شخص بھی آئین کو منسوخ کرنے یا آئین کی تخریب کرنے کی کوشش کرتا ہو یا کرے یا جو شخص اسکا ساتھ دے تو انکو ایسی سزا دیں تاکہ انکو ایسا کرنے کی جرات نہ ہو - جناب - میں حوالہ دینا چاہتا ہوں اس بات کا کہ سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ یحییٰ خان جو تھا وہ غاصب تھا - لیکن ہم سے مطالبہ کیا گیا

[Mr. Khurshid Hasan Meer]

کہ یحییٰ خان کو آپ نے قید کر رکھا ہے اسپر مقدمہ کیوں نہیں چلاتے تو ہم نے کہا کہ کونسے قانون کے تحت مقدمہ چلائیں کیونکہ قانون کا ایک بنیادی اصول ہوا کرتا ہے - ساری دنیا کے قوانین میں کوئی قانون کسی ایسے شخص کو ایسے فعل کی سزا نہیں دے سکتا - جب وہ فعل سرزد ہو اور اس وقت کسی قانون کی گرفت میں نہیں آتا تھا - مثلاً ۱۹۵۶ء کا آئین تھا - ۱۹۵۶ء کے آئین کو توڑ نا ہو سکتا ہے جرم کسی قانون میں تو نہیں لکھا تھا البتہ پینل کورٹ جرم قرار دے سکتا تھا - ۱۹۵۶ء کا آئین ختم ہو گیا - ایوب خان ۱۹۵۶ء کے آئین کے تحت حکومت نہیں کر رہا تھا اس لئے کس قانون کے تحت کسی کو سزا دی جا سکتی ہے -

سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ یحییٰ خان نے اگر مارشل لا کے اصول کے تحت ایڈمنسٹریشن اپنے پاس لی بھی تھی تو اسکو ۱۹۶۲ء کا آئین منسوخ کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں تھا لیکن ۱۹۶۲ء کا آئین منسوخ ہو گیا تو کس آئین کے تحت اسپر مقدمہ چلاتے - چنانچہ پہلی مرتبہ ہم نے اپنے آئین میں یہ بات تجویز کی کہ پارلیمنٹ کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ کوئی ایسا قانون بنائے کہ جو شخص جرم کا ارتکاب کریں انکو سزا دی جا سکے لیکن آئیدہ نہیں بلکہ واحد ایک استثنیٰ ہم نے اس اصول میں کیا ہے کہ انگریزی میں مشہور بات ہے -

"No one can be punished for acts committed by him at a time if at the time of the commission of these offences, those were not punishable."

جناب چیئرمین : یہ تو Fundamental Rights ہیں - اب بھی ہیں -

جناب خورشید حسن میر : اب Fundamental Rights میں ہے - لیکن ان Fundamental Rights میں ہم نے ایک استثنیٰ کردی ہے کہ پارلیمنٹ کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ کوئی ایسا قانون بنائے کہ جسکے تحت ۱۹۵۶ء سے پیچھے سے کسی شخص نے بھی اگر آئین کی خلاف ورزی کرنے یا آئین کی تخریب کرنے کا جرم کیا ہو تو اسکو سزا دینے کا قانون اب بنا سکے اور پچھلے جرائم کی سزا بھی دی جا سکے - یہ Fundamental Rights میں ایک استثنیٰ ہے - اس سلسلہ میں یہ قانون پیش کر رہے ہیں - کہتے ہیں کہ یحییٰ خان پر مقدمہ کیوں نہیں چلایا - میں نے اس وقت قومی اسمبلی میں اٹھ کر یہ کہا تھا کہ کوئی آئین ایسا نہیں جسکے تحت ہم مقدمہ چلا سکیں - اب پہلی مرتبہ آئین میں اس بات کی گنجائش کر رہے ہیں کہ پارلیمنٹ ایسا قانون بنائے - تو وہ دیانتداری پر مبنی تھا - نہ صرف اس سے یہ ثابت ہوگا کہ جو لوگ یحییٰ خان کو لانے والے تھے وہ دراصل اپنے جرم کو چھپانا چاہتے ہیں - اور یحییٰ خاں کا جرم سامنے ہے - یہ وہ لوگ ہیں - جنہوں نے یحییٰ خاں سے سلکر مشرقی پاکستان میں صوبائی حکومت بنائی اور یحییٰ خاں کی آمریت کو تقویت دی - اور یہ کہا کہ یحییٰ خاں تو بڑے دین دار ہیں - ایک صاحب تھے جو ایوان صدر گئے اور یحییٰ خاں سے ملاقات کی اور دیکھا کہ یحییٰ خاں

*Speech not corrected by the honourable Minister.

خود آئین بنا رہے تھے - پھر کیا سونگھ کر واپس نکلے کہ یحییٰ خاں اسلامی آئین بنائیں گے اور ہمیں اس کی مدد کرنی چاہیئے - انہوں نے - یحییٰ خاں کے متعلق یہ کہا کہ خلفاء راشدین کا جوسلسلہ ٹوٹ گیا تھا ہمیں توقع ہے کہ یہ شخص اسے قائم کرے گا - اور یہانتک کہا کہ مارشل لاء جاری رہے - اعلانیہ پریس اور تقاریر میں مطالبہ کیا گیا کہ یہ انتخابات منسوخ کردو - یہ وہی لوگ ہیں - قوم جانتی ہے کہ یحییٰ خاں کی آمریت نے مشرقی پاکستان گنوایا - الٹا ہمیں کہتے ہیں کہ یحییٰ خاں پر مقدمہ چلائیں اور اپنے آپ کو پبک سے بری ذمہ قرار دیں - ہم اس بل کو پیش کرتے ہوئے یہ نہیں کہہ دیتے ہیں کہ ان پر مقدمہ نہ چلائیں - مقدمہ چلائیں سیاسی طور پر اسی طرح کے راھنما ان کے ساتھ رہتے تھے - ان الفاظ کے ساتھ میں گذارش کرتا ہوں کہ اس بل پر غور کیا جائے -

میر نبی بخش زھری:* مسٹر چیئرمین - جو بل اس ایوان میں پیش ہے - میں اسکی مکمل تائید کرتا ہوں - اورجوتجویز معزز وزیر نے تفصیلی پیش کی اور اسکی وضاحت کی ہے مجھے پورا پورا اس سے اتفاق ہے - میں جانتا ہوں کہ ایسے قوانین بنانے کے ذریعے ملک کے قوانین کے تحفظ کا سبب ہم بنا سکتے ہیں - مسٹر چیئرمین - میں چاہتا ہوں کہ آپکی وساطت سے معزز ممبران کی خدمت میں عرض کروں اور یہ بتاؤں کہ حکومت صرف اس بات کو نہ دیکھے کہ کوئی قانون شکنی کرے - قانون بدلنے کی کوشش کرے اور ڈکٹیٹر بنے - اس کو سزا دے - یہ اچھی بات ہے اور میں اس کی تائید کر چکا ہوں - مگر جو ملک کو توڑنے کی کوشش کرے اس کے لئے اس قانون میں کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے - ضرورت اس بات کی ہے کہ جہاں ایک کتاب کو نہ ماننے والا طریقہ کار اختیار کیا جائے اس کو سزا دی جا سکتی ہے مگر جب ملک کو توڑنے کی کوشش کی جائے تو اس کے لئے یہ خامی قانون میں موجود ہے اور یہ اولین کام ہے کہ جو ملک کے خلاف - ملک سے غداری - ملک کو توڑنے کی کوشش کریں سب سے زیادہ سزا ان کو ملنی چاہیئے - پھر میں چاہتا ہوں کہ حکومت اس بات کو ذھن نشیں کرے کیونکہ خدا نخواستہ ملک نہیں رہے گا تو پھر قانون کا کیا سوال پیدا ہوگا - اس وقت ہمیں ملک کو مضبوط کرنا ہے - ملک کی سلامتی ضروری ہے - دوسرے میں تجویز کرتا ہوں کہ حکومت اور معزز ممبران اس کو ذھن نشین کریں کہ اگر یہ قانون ۱۹۶۰ء سے لاگو ہو سکتا ہے تو کیوں نہ ۱۹۵۱ء سے لاگو ہو - اس بات پر غور کیا جائے -

جناب والا - ایسے بھی لوگ گزرے ہیں جو گورنر جنرل تھے - جو کہ آج نہیں ہیں - مر گئے ہیں مگر ان کی غلط کاری کا ملک کو سامنا ہے - وہ غلام محمد تھے جنھوں نے تمام قانون کو منسوخ کردیا - کیا ہمیں اس کو بھولنا چاہیئے ؟

جناب چیئرمین: آپ اس کو try کرنا چاہتے ہیں ؟

میر نبی بخش زھری: جناب والا - میری عرض ہے کہ جو ان کے ساتھ تھے میں چاہتا کہ یہ ایسی بات ہے کہ قانون ۱۹۵۶ء سے ہوگا - تو وہ لوگ جنہوں نے

*Speech not corrected by the honourable Member.

[Mir Nabi Bakhsh Zehri]

۱۹۵۱ء سے قانون شکنی کے در پے اقدام کیا وہ بچ جائیں گے۔ یہ خیال رکھیں کہ جو
ملوث تھے۔ ملوث ہیں ان کو سزا دی جائے۔ جناب والا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس
بل کی تائید کرتا ہوں۔

Mr. Qamaruz Zaman Shah: *Mr. Chairman, Sir, at the very outset, I con gratulate the Members of the National Assembly who are responsible for passin the Constitution and special congratulations for including this particular claus in the Constitution, because it is for the first time that a realistic view has bee taken, it is for the first time that it has been told to everyone that people ar sovereign, that the country is sovereign, that the Constitution is covereign an that nobody by force can abrogate the Constitution. It is for the first tim that the Constitution provides that Pakistan will not have any more of thos stormy days when it gets into anybody's head to come up one fine morning an say that I abrogate the Constitution and hereafter it will be my rule and m law. Sir, this National Assembly can very well be called as the first democrat cally-elected National Assembly. National Assembly elected through adult fran chise, a National Assembly slected by the people of Pakistan to give them Constitution. And who is stronger than the people of Pakistan? As in t Party Manifesto, we had clearly mentioned that the entire power remains wi the people of Pakistan, but, Sir, it is unfortunately being felt that in spite of t fact that Constitution is a sacred document, that Constitution is to be respecte the trend in the Opposition, the trend of some of our leaders, so-called leade is that they should try and create inner chaos, they should try and over-thro the Government, they should try and do things which are not Constitutiona And, when there was no such provision in the Constitution, they could do s I think they ought to read this Constitution and this particular clause again a again, and remember it by heart, that now the people of Pakistan will not allo them to create a situation when it can get into anybody's head to abrogate t Constitution by force, to destroy the country by force. Sir, we have been heari and reading in the Press, a number of political leaders making speeches, ev not accepting the sovereign National Assembly of Pakistan, even saying th they do not recognize the verdict of the people, they will not accept the verdict the people, and even saying that they will over-throw the Government by for Well, I want to inform them from the very floor of this august House that n those days are gone. If anybody tries to do thing like that, he shall be pu shed. But in order to show that as to how in future he will be punished, I thi we should set an exmaple and tell them that well, when somebody did this in t past, we have tried him and you see the result, so that it becomes an eye-ope for them and we should stop hearing that kind of words every now and th that this can be done by force and that can be done by force, this can be do by coming on the streets and that can be done by anything like "gherao" a "jalao" and things like that. Therefore, I fully agree with this Bill and I co gratulate them that they have even put that clause in the Constitution by mak it retrospective, because if it had not been in the Constitution, this Bill, could have possibly become retrospective, but the very fact that there is that provis that it can be made retrospective, it has very rightly been put that it should h effect from the 23rd day of March, 1956. Thank you.

جناب چیئر مین : مسٹر شیر محمد خان*

جناب شیر محمد خان* : جناب چیئر مین ! میں اس بل کی نہ صرف یہ کہ پر زور حمایت
کرتا ہوں، بلکہ اس بل کو move کرنے پر میں لاء منسٹر صاحب کا شکر گزار ہوں، کہ

*Speech not corrected by the honourable Member.

انھوں نے آئین میں پہلی دفعہ یہ کلاز رکھی ہے کہ ان لوگوں کی سرکوبی کی جائے جن لوگوں نے ماضی میں ملک کے خلاف، ملک کے دستور کے خلاف کام کیا ہے۔ جو حال ہیں بھی ملک کے دستور کو نقصان پنچہانا چاہتے ہیں اور جو ملک میں ایسے عزائم رکھتے ہیں۔

جناب والا جب یہ ملک بن رہا تھا، اس وقت اس ملک کے قیام کا صرف ایک ہی مقصد تھا کہ یہاں مسلمانوں کو ہندو بنیا کے اقتصادی استحصال سے بچایا جائے۔ اسی بناء پر قائداعظم رح کی قیادت میں اس ملک میں ایک نعرہ دیا گیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ ! اور اسی بنیاد پر ملک کی تقسیم ہوئی، اور ہمیں ایک جداگانہ مملکت پاکستان کے نام سے مل گئی۔ لیکن جب ملک بن رہا تھا، اس وقت بھی کچھ عناصر ایسے تھے جنھوں نے ملک کے بنانے میں نہ صرف مخالفت کی، اس وقت مخالنمت کی، بلکہ اس وقت سے لے کر آج تک وہ لوگ اس ملک کے خلاف ہیں اور اس ملت کے خلاف ہیں۔ اس وقت سے لے کر آج تک ملک اور ملت کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں۔ اور بر ملا ہو رہی ہیں۔ جو ملک میں اس وقت سے لے کر آج تک ملک کے دستور کے لئے کام کیا گیا، تو ساتھ ہی ساتھ انھی سازشیوں نے دستور کو نہ بننے دیا دستور کو نا کامیاب بنانے کی کوشش کی۔ جب کوئی دستور بنا بھی، تو اس دستور کو معطل کیا گیا۔ اسی طرح انھوں نے پاکستان میں اسی کلاس وار سوسائٹی کو قائم رکھا جو کلاس وار سوسائٹی مسلمانوں کی مملکت میں نہیں ہونی چاہیئے۔ وہ ہندو کی مملکت میں ہندو کی پرانی تاریخ میں تھی کہ مخصوص کلاس ہے حکمرانی کے لئے اور اس کے سوا کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ ملک کا حکمران بنے ایک مخصوص کلاس کا ملک کی زراعت اور تجارت پر قبضہ ہو اور ان کے سوا ملک کی زراعت اور تجارت میں کسی کو اس کا حق نہ ملے کہ وہ ملک میں زراعت کرے یا تجارت کرے۔ جناب والا! مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ ہندو کی اس تاریخ میں ایک مخصوس کلاس ایسی تھی جو لوگ ہندو کے اس مذہب کے پیشوا تھے، مذہب کے ٹھیکیدار تھے، ایک چھوٹی کلاس ایسی تھی جس سے یہ طنوق فرقہ مشترک اور متحد ہو کر اُن سے نفرت کرتا تھا، اُن کو اچھوت کا نام دیا گیا تھا، انھیں چنڈال کا نام دیا گیا تھا جناب والا! وہی چار کلاسیں وہی چار طبقے جو مسلمانوں کی اس مملکت میں غیر منقسم ہندوستان اور پاکستان میں پہلے سے قائم کئے گئے تھے، اور سرمائے کی بنیاد پر، سرمایہ کاری کے لئے اور سرمائے کی وجہ سے عزت حاصل کرنے کے لئے، اس مملکت پاکستان میں لوگوں پہ اسے قائم و دائم رکھنے کے لئے کوشش کی جارہی ہے۔ جناب والا! آپ کو خود معلوم ہے کہ اس مملکت پاکستان میں جب تک ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان پیپلز پارٹی کی تشکیل نہ کی تھی، پاکستان پیپلز پارٹی کو نہیں بنایا تھا، پاکستان پیپلز پارٹی کا انقلابی پروگرام اس ملک میں پیش نہیں کیا تھا، اس وقت تک صرف ایک مخصوص کلاس تھی، جو سمجھتی تھی کہ صرف ان کو حق پنچتا تھا کہ وہ ملک میں حکمرانی کرے۔ ملک کی سربراہ و ہی ہوا کرتی تھی۔ پارلیمنٹ میں وہی لوگ آیا کرتے تھے، تجارت پر انھی کا قبضہ تھا، زراعت پر بھی انھی کا قبضہ تھا. جناب والا، کوئی نہیں بتا سکتا کہ کوئی عام قسم کا آدمی اس وقت پارلیمنٹ میں آ جائے گا، کوئی اور وزیر اس وقت پارلیمنٹ میں آ جائے گا، اس وقت کوئی اور سیکرٹری بنے گا۔ اگر کوئی بنا ہے، تو چپراسی بنا ہے، اگر کوئی بنا ہے تو چوکیدار بنا ہے، اور کوئی زیادہ سے

[Mr. Sher Mohd Khan]

بنا ہے تو کلرک بنا ہے۔ یہ ملک کن لوگوں نے بنایا تھا؟ اس ملک کے لئے قربانیاں کن
نے دی تھیں؟ ان لوگوں نے، جن کو اس ملک میں صرف چپراسی اور چوکیدار بننے
دیا گیا۔ جو اس ملک کے اصل حکمران تھے، جو اس ملک کے اصل مالک تھے۔
کوئی موقع نہ دیا گیا کہ وہ اس مملکت کی تقدیر میں شامل ہوں اور ملک کی بھلائی
بہتری کے لئے کام کریں۔ جناب والا! وہی ایک مخصوص کلاس ملک کی حکمرانی پر
تھی، وہی ایک مخصوص کلاس ملک کی زمین پر قابض تھی۔ جاگیر دار کے رنگ
وہی ایک مخصوص کلاس ملک پر تجارت پر قابض تھی۔ کارخانے دار کے رنگ میں،
اور آڑھتی کے رنگ میں اور سب سے زیادہ افسوس کے ساتھ جناب والا! مجھے یہ
پڑتا ہے کہ اس مخصوص کلاس کے مفادات کے تحفظ کے لئے اس ملک میں ایک
کریسی کا نظام قائم رکھا گیا تھا، اور ساتھ ہی ساتھ اس طبقے کے تمام تر نظام کو حق
کرنے کے لئے، انصاف ثابت کرنے کے لئے اس ملک میں ایک نیا مرتبہ پیدا کیا گیا، ایک
بقہ پیدا کیا گیا جنہوں نے اس ملک میں کہا تھا کہ ان کے سوا کوئی بھی مسلمان
یہاں مسلمانوں کی ایک مملکت ہے، پاکستان جیسی عظیم مملکت میں ایک ایسا
پیدا کیا گیا جو اپنے سوا کسی کو بھی مسلمان نہ کہتا تھا۔ وہ بھی ہندو کی اس پرانی
کو یہاں پر دہراتے رہے کہ جسطرح ہندوؤں میں پنڈت ہوتے ہیں، اسی طرح مسلمان
رے میں بھی پنڈت ہوں۔ جناب والا! آپ کو خود معلوم ہے کہ یہاں اس مملکت
ستان میں ان لوگوں نے کیا کردار ادا نہیں کیا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ہم پر،
فقار علی بھٹو اور ان کے ساتھیوں پر کفر کے فتوے لگائے۔ صرف اس مقصد کے لئے ہم نے
ں کی اقتصادی پریشانی کو دور کرنے کے لئے اور اقتصادی تکلیف کو ختم کرنے کے
اقتصادی نا انصافی کو ختم کرنے کے لئے ایک انقلابی اور عوامی پروگرام دیا تھا،
لوگوں کی خواہشات کی عکاسی کرتا تھا۔ اسلامی سوشلزم کی بنیاد پر اور اسلامی مساوات
یاد پر۔ ہمارے خلاف فتوے دئیے گئے کہ سوشلزم کا کوئی بھی برانڈ کفر ہے، سوشلسٹوں
جلسوں میں جانا کفر ہے، ان کی معاونت کرنا کفر ہے، ان کو چندہ دینا کفر ہے،
کی تقریر سننا کفر ہے۔ لیکن جناب والا......

جناب خورشید حسن میر: بیویوں کے متعلق بھی کچھ کہا تھا۔

جناب شیر محمد خان: بہت کچھ کہا تھا۔

جناب چیئر مین: شیر محمد خان میں تو آپ کو پورا وقت دوں گا، جتنا بھی آپ لے لیں۔

جناب شیر محمد خان: تھوڑا سا وقت لوں گا۔

جناب چیئر مین: تھوڑے وقت کا معاملہ نہیں! معاملہ یہ ہے کہ بل کی بابت بھی
چھ کہئیے۔

جناب شیر محمد خان: اسی بل کے متعلق ہی کہہ رہا ہوں سر!۔

جناب چیئر مین: پھر میں نہیں سمجھا۔

جناب شیر محمد خان : * جناب والا یہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس کا تعلق بھی اسی بل کے ساتھ ہے اور میں یہ بتانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ یہ بل لانے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے خلاف فتویٰ صادر کیا گیا تھا کہ سوشلسٹ کافر ہیں۔ سوشلزم کفر ہے ۔ لیکن جناب والا میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کے معزز اراکین کی توجہ ۱۹۶۴ کے انتخابات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ان انتخابات میں ایک طرف صدارتی امیدوار خود ساختہ فیلڈ مارشل ایوب خان تھا اور دوسری طرف محترمہ فاطمہ جناح صدارت کی امیدوار تھیں اور وہ صرف اپنی پارٹی کی طرف سے نہیں حصہ لے رہی تھیں بلکہ وہ سی او پی کی طرف سے الیکشن میں حصہ لے رہی تھیں اور سی او پی میں یہ فتویٰ لگانے والے نام نہاد مولوی بھی شامل تھے اور جب ایوب خان کی طرف سے ملاؤں نے فتویٰ کی صورت میں دھماکہ کر دیا کہ بھئی عورت مسلمانوں کی سربراہ مملکت نہیں بن سکتی تو جناب والا انہی لوگوں نے اپنی طرف سے فتویٰ دیا تھا کہ عورت مسلمانوں کی سربراہ مملکت بن سکتی ہے اور پھر مس جناح کی انتخابات میں اعانت کی۔

جناب چیئر مین : ابھی ابھی آپ نے جو دلیل پیش کی ہے اس کا بل کی کس کلاز کے ساتھ تعلق ہے ؟

جناب شیر محمد خان : اس کلاز کے ساتھ اس کا تعلق ہے کہ ماضی میں ایک مخصوص کلاس کو تحفظ دینے کے لئے ہمارے دستور کو توڑا گیا ۔ ہمارے دستور کے خلاف سازشیں کی گئیں ۔

جناب چیئر مین : میرے خیال میں مرحومہ محترمہ کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ بل کے متعلق تقریر کریں اور پھر آپ کے کچھ اور ساتھی بھی اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔

جناب شیر محمد خان : ٹھیک ہے سر میں تھوڑا سا وقت اور لوں گا۔

جناب چیئر مین : آپ وقت لیں، لیکن بل پر اگر آپ آ جائیں تو بہتر ہو گا۔

جناب شیر محمد خان : *تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس طرح چار مخصوص کلاسیں پیدا کی گئیں تھیں جس میں ایک کلاس غریب کی بھی ہے اور اس غریب کلاس سے یہ لوگ متحد ہو کر نفرت کیا کرتے تھے ۔ اب پاکستان کے دستور میں جہاں غریبوں کو یہ گارنٹی دی گئی ہے کہ ایک عوامی حکومت جو غریبوں کے ووٹوں سے کامیاب ہو کر قائم ہوئی ہے وہ غریبوں کے لئے کام کرے گی تو ساتھ ہی ساتھ اس عوامی حکومت نے اس بات کا بھی تحفظ دیا ہے اور یہ بات بھی دستور میں شامل کر دی گئی ہے کہ جب کوئی ملکی دستور کے خلاف کام کرے گا، یا جنھوں نے کسی زمانے میں ملکی دستور کے خلاف کام کیا ہے ان کو سزا دی جائے گی۔ یہ شرط پہلے کسی دستور میں نہیں تھی۔ اس کے علاوہ میں آخری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ملک اور ملت کے خلاف ملکی دستور کے خلاف کام کریں یا کام کرنے کا کوئی ارادہ بھی رکھتے ہوں تو ان کے لئے بھی کوئی قانون ہونا چاہئیے اور ان کی مکمل سرکوبی کی جانی چاہئیے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس بل کی حمایت کرتا ہوں۔

*Speech not corrected by the honourable Member.

جناب چیئرمین : مسٹر قربان علی شاہ ۔

جناب قربان علی شاہ :*جناب والا ۔ میں اس بل کی حمایت کرتے ہوئے محترم
ز ممبر میر نبی بخش زہری نے جو استدعا اس ایوان کے سامنے کی ہے اس کی بھی حمایت
تے ہوئے اپنے صوبہ کے متعلق کچھ عرض کرونگا ۔ مجھ سے پہلے آنریبل منسٹر صاحب
وضاحت کی ہے کہ سندھ کے ممبران نے ایوب خان کے دور میں یہ لکھ کر دیا تھا کہ
یونٹ کا نظام جس میں سندھ کے کسانوں کا ، سندھ کے مزدوروں کا اور سندھ کے عوام
اجتماعی طور پر استحصال کیا گیا ہے ۔ تو اس ون یونٹ کے نظام کو توڑ دیا جائے ۔
ن ان کی کوئی نہ سنی گئی اس لئے کہ وہ آمریت کا توڑ تھا ۔ میں یہ کہنے کی اجازت
تا ہوں کہ ۱۹۵۶ء کا آئین اس لئے معطل کیا گیا تھا کہ ۱۹۵۷ء میں مغربی پاکستان
بلی نے یہ ریزولیوشن پاس کیا تھا کہ ون یونٹ کا نظام جو ہے مغربی پاکستان میں
م کر دیا جائے ۔ چونکہ اس نظام کے ذریعے چھوٹے صوبوں کا استحصال کیا گیا ہے ۔
ں کے لوگوں کا استحصال کیا گیا اور اس ایوان میں ایک ایسے بھی معزز رکن یہاں
ے ہیں ہمارے سندھ کے محترم آغا غلام نبی پٹھان ہیں جوکہ اس قرارداد کے پیش کرنے
الوں میں سے ایک تھے ۔ اورمیں یہ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ ۱۹۵۶ء کا آئین اس لئے
وخ کیا گیا تھا کہ ون یونٹ ٹوٹنے نہ پائے اور سندھ کا استحصال جاری رہے ۔ اور
آپ نے دیکھا کہ سندھ کا استحصال ۱۹۵۸ء سے لے کر ۱۹۶۸ء تک اس آمریت کے
ریں جاری رکھا گیا ۔ لیکن سندھ کے ساتھ یہ ناانصافی ، سندھ کے ساتھ یہ ظلم اور
ھ کے ساتھ یہ جو برا دور سندھ کے لئے رہا اس کی کہانی ۱۹۵۸ء سے شروع نہیں ہوئی
بلکہ بقول میر نبی بخش صاحب کے ۱۹۵۴ء میں جب غلام محمد مرحوم نے خواجہ
الدین کی قانونی حکومت کو برطرف کیا تھا تو نہ صرف انہوں نے اس حکومت کو برطرف
بلکہ اس وقت کے قانون ساز ادارے کو بھی معطل کر دیا تھا ۔ انہوں نے اپنی کارروائیوں
یہاں تک ہی محدود نہیں کیا بلکہ اس زمانے میں جو سندھ اسمبلی جس نے ون یونٹ
ق میں قرارداد پاس کرنے سے انکار کردیا تھا اور اس کی جو جمہوری حکومت جس کے
ہ موجودہ وزیر قانون کے والد محترم جناب پیرزادہ عبدالستار تھے ان کی حکومت کو
قانونی طور پر برطرف کرنے کے بعد انہوں نے ایک ایسے شخص کو جس کو کہ قائداعظم رحہ
PRODA کیا ہوا تھا اور جس کی سیاسی سرگرمیوں پر پابندی لگائی ہوئی تھی اس نے
ی کھوڑو سے PRODA ہٹایا اور اس کے بعد انہیں وزیر اعلیٰ مقرر کیا گیا اور
ں نے جس طریقے سے ون یونٹ کے حق میں قانون پاس کرایا وہ پاکستان کے با شعور
سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے ۔ تو ون یونٹ جو ہے بزور طاقت ، بزور آمریت اور
دھاندلی بنایا گیا تھا ۔ اور اس کے بعد جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا کہ مشرقی
ستان کے حالات کے بارے میں کہ چونکہ وہاں exploitation ہوئی ۔ انہوں
س بات کا اعتراف کیا ہے کہ لوگوں کے ساتھ ناانصافیاں ہوئیں ۔ اور ایوب خان کے
ہیں ہی اس کا reaction ہوا تھا تو مجھے یہ کہنے کی اجازت دی جائے کہ میرے
ے ہیں اس سے کہیں زیادہ ظلم ہوا ہے کہ وہاں جو بیراج تعمیر کئے گئے ، وہاں جو

*Speech not corrected by the honourable Member.

نئی زمینیں آباد کی گیئں وہ وہاں کے بے زمین کسانوں کو دینے کی بجائے وہ باہر سے آئے ہوئے bureaucrats کے حوالے کی گیئں ۔ وہ باہر سے منگائے ہوئے لوگوں کے حوالے کی گیئں اور جن معاہدوں کے ساتھ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس نظام میں ہم بتدریج تبدیلیاں لا رہے ہیں ۔ تو جن معاہدوں کے ساتھ ۔ اور جن وعدوں کے ساتھ ہم برسر اقتدار آئے ہیں ۔ اور جن وعدوں پر عوام نے ہمیں ووٹ دئیے اور حکومت کرنے کا حق بخشا تو میں یہ کہوں گا کہ سندھ کے لوگوں نے بھی آپ سے اور آپ کی حکومت سے بڑی امیدیں اور توقعات وابستہ کرتے ہوئے آپ کی پارٹی کو اکثریت میں سندھ کے کسانوں نے اس لئے کامیاب کرایا کہ وہ زمینیں جو آمریت کے دور میں وہاں کے کسانوں کے جو حقوق تھے ان کو معطل کرتے ہوئے ناجائز ذریعے سے bureaucrats کے حوالے کی گئیں وہ زمینیں ان bureaucrats سے چھین کر ان بے زمین کسانوں میں تقسیم کی جائیں جو کہ وہاں کے مقامی باشندے ہیں ۔ اس کے علاوہ دوسرا سوال جو میرے ذہن میں اٹھا ہے وہ یہ ہے کہ ماضی میں جب بھی کسی فوجی ٹولے نے یا فوجی آمر نے آئین کو معطل کیا تو اس نے نہ صرف آئین کو معطل کیا بلکہ اس کے ساتھ ہی legislature کو Parliament کو بھی اس نے بیک قلم ختم کر دیا ۔ تو اس لئے میرے ذہن میں یہ شک گذرتا ہے کہ خدا نہ کرے، خدا نہ کرے اگر آئندہ بھی ایسی سازشیں ہوئیں تو ماضی کی روایات کی طرح اگر آئین کے ساتھ ساتھ پارلیمنٹ کو بھی ختم کر دیا تو اس صورت میں پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے اس قانون کو جو کہ آج آپ کے سامنے ہے اس کی کیا وقعت رہ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ تیسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں جو کہ زہری صاحب نے بھی کی وہ یہ ہے کہ یہ قانون صرف دستور توڑنے والوں کے لئے ہی نہیں ہونا چاہئیے بلکہ ان کے لئے بھی ہونا چاہئیے جو اس ملک کے خلاف اب بھی سازش میں مصروف ہیں ۔ جناب والا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے ملک میں کئی لوگ اب بھی موجود ہیں جو برملا یہ کہتے ہیں کہ ہم موجود، حکومت کو آئینی ، جمہوری یا عوام کی منتخب کی ہوئی حکومت نہیں سمجھتے ۔

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم موجودہ نیشنل اسمبلی کو تسلیم نہیں کرتے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں ۔ کہ ہم موجودہ پارلیمنٹ کو تسلیم نہیں کرتے ۔ اس صورت میں جو لوگ موجودہ پارلیمنٹ کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں ۔ کہ وہ شکست خوردہ آدمی جس نے ہمارے وزیر موصوف کے مقابلے میں شکست کھائی ۔ اور وہ خود لوگوں میں اس قسم کے شکوک و شبہات پیدا کر رہا ہے ۔ جب وہ اس پارلیمنٹ کو تسلیم نہیں کرتے ہیں ۔ تو اس صورت میں وہ اس پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قانون کو کسطریقے سے تسلیم کریں گے ۔ تو ضرورت اس بات کی ہے ۔ کہ آئین کے تحت بنائے ہوئے اور اس پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے تمام قوانین کو پورے طریقے سے عمل میں لایا جائے اور ایسے لوگ جو برملا اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں وہ لوگ اس ملک کو توڑنے کی سازش کر رہے ہیں کیونکہ یہ آئین متفق ہو کر بنایا گیا ہے ۔ اور اس آئین کو بھی ختم کرنے کے لئے ملک میں انارکی کے حالات پیدا کئے جائیں ۔ کہ آئین کو معطل کیا جا سکے اور اسمبلی کو ختم کیا جا سکے تو میں اپنی حکومت کے اراکین جو پارلیمنٹ میں یہ مسودہ قانون پیش کرنے کے ذمہ دار ہیں ۔ ان سے گذارش کرتا ہوں ۔ کہ اسطرف توجہ دیں ۔ (شکریہ) ۔

جناب نرگس زمان خان : *جناب چیئرمین - میں آپکی اجازت سے مختصراً عرض
کرنا چاہتا ہوں - کیونکہ میرے قابل احترام دوست اس انتظار میں ہیں - کہ ہم بھی اپنے
یالات کا اظہار کریں - تو جناب والا - جہانتک آئین کا تعلق ہے - یہ فرد واحد کا آئین
ہیں ہے - ایک ڈکٹیٹر کا نہیں - بلکہ یہ آئین اس ملک کے عوام کا دیا ہوا ہے - جنھوں
نے حکومت کو پیار ، محبت ، اخلاص بلکہ اس ناز سے منتخب کیا -

جناب والا - ایک طرف ان سرمایہ داروں کو مرغ اور شراب پوری طرح سے کھانے
کیلئے ملا کرتی ہے - اور انکے لئے کاریں اور ویگنیں کھڑی ہوتی ہیں - لیکن دوسری
ف پیپلز پارٹی چنے چبا کر اپنا پیٹ بھرتی ہے - تو اس ضمن میں میں یہ گذارش کرونگا - کہ
وہ آئین ہے - جس کا کہ چھبیس سال پہلے خواب نہیں دکھایا گیا - اور نہ ہی سابقہ
کومتوں نے اسکی طرف توجہ مبذول کرنیکی کوشش کی - تو جناب والا - یہ کوئی آسان
م نہیں یہ تماشا نہیں ہے - یہ ایک کھیل نہیں ہے - کہ رات دن کام کر کے قوم
کیلئے آئین جسے ضابطۂ حیات کہتے ہیں - مرتب کیا جائے - اور اسے مکمل کر کے
ش کیا جائے - بلکہ وہ بہت مشکل کام تھا - یہ وہ کام تھا - جس کے لئے ہمارے قائد عوام
نے وعدہ فرمایا جو انہوں نے پورا کیا تو یہ آئین پاکستانی عوام کا ہے - مزدوروں اور کسانوں
ہے - اور اس سے آگے میں یہ بھی کہتا ہوں - کہ یہ یتیموں کا تحفظ کرتا ہے - انہیں
نے حقوق دلائے گا - ان کا حق ہر مقام پر مقدم رکھا گیا ہے - اور رکھا جائیگا - تو جہانتک
گین غداری کا تعلق ہے - اسکے متعلق میں یہ عرض کرونگا - کہ ابھی ابھی ایک
تاب - - - -

جناب قمرالزمان شاہ : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - کورم نہیں ہے - تو اسلئے
ہر جو ممبر صاحبان ہیں - ان کو بلوایا جائے تو بہتر ہوگا -

Mr. Chairman : Please count and ring the bell.

(After counting)

The House is in quorum. Yes Mr. Nargis Zaman, you continue plea

جناب نرگس زمان خان : تو جناب والا - میں سنگین غداری کے متعلق
ارش کر رہا تھا - اور جہانتک ہماری اس مقدس کتاب کا تعلق ہے - جو ابھی ابھی
س تحفے کے طور پر پیش کی گئی ہے - یہ بھی اس بات کی گواہ ہے - کہ اس سے بڑھ کر
ئی آئین اور کتاب مسلمان کیلئے نہیں آئی اور نہ آئندہ آئے گی - جس وقت کوئی غدار
ت ہوتا ہے تو اسے کوئی لمبی چوڑی مہلت نہیں دینی چاہئیے کیونکہ اس سے بہت سی
یاں پیدا ہوتی ہیں - اب بھی دیگر ممالک میں جہاں سوشلسٹ نظام ہے - وہاں بھی
ا ہوتا ہے - کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر غدار کو سزا دی جاتی ہے - اس کا سر قلم کیا
ا ہے - میں اس لئے گذارش کرتا ہوں - کہ جو پاکستان کی سرزمین کیلئے ، پاکستان
نوم کیلئے اور پاکستان کے ملک کے خلاف کوئی قدم اٹھائے - اس کے لئے میں یہ تجویز
ں کرتا ہوں - کہ اسکی سزا موت ہو - تاکہ آئندہ کے لئے کوئی پاکستان کے خلاف
ی حرکت نہ کر سکے -

*Speech not corrected by the honourable Member.

جناب والا ۔ میں تھوڑا سا یہ بھی گذارش کرونگا ۔ کہ میرے بزرگوں نے جنکا حلیہ بزرگوں کی طرح ہے ۔ جن کے بال سفید ہیں ۔ اور وہ بڑے بڑے سیاستدان ہیں ۔ وہ کہتے ہیں ۔ کہ یہ جو پیپلز پارٹی ہے وہ کافر ہے ۔ اور کافرانہ نظام لانا چاہتی ہے ۔ حالانکہ یہ بات قطعاً غلط تھی ۔ اگر یہ پارٹی کافر یا منافق ہوتی ۔ تو وہ یہ کارنامہ سر انجام نہ دیتی جو یہ ہے ۔ کہ حج کے وزیر صاحب کا تقرر بہت سوچ سمجھ کے بعد کیا گیا ہے ۔ کیونکہ وزیر اوقاف و حج کی زیر نگرانی جتنے پاکستانی لوگ اس وقت اس نصف ٹکڑے سے حج کیلئے گئے ہیں ۔ دنیا میں اتنے مسلمان کسی حصے سے پہلے نہیں گئے ۔ جناب والا ۔ یہ بات نہیں ہے ۔ کہ یہ کافرانہ نظام لانا چاہتے ہیں ۔ بات یہ تھی کہ انکو بھٹو صاحب کی ذات سے اختلاف تھا ۔ پیپلز پارٹی کے ساتھ اختلاف تھا ۔ وہ پاکستانی مزدوروں اور بے کسوں کے خلاف کافرانہ فتوے لگا کر انہیں کچلنا چاہتے ہیں ۔ اور ایسا کچلنا چاہتے ہیں ۔ کہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں کچلا گیا ۔ اور ان کو انسانوں میں شامل نہیں کیا ۔ اس میں کئی باتیں ہیں ۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے ۔ کہ سرمایہ داروں کی بیگمات ایک جگہ غسل فرما رہی تھیں ۔ وہاں سے ایک دیہاتی کا گزر ہوا ۔ اور یہ تفریح گاہ فیڈرل ایریا میں ہے تو کسی نے اعتراض کیا ۔ کہ آپ ان سے پردہ کر لیں ۔ لیکن انہوں نے بڑے اچھے انداز میں جواب دیا ۔ کہ جس وقت آپکی مستورات نالوں یا ان جگہوں میں غسل کرتی ہیں ۔ تو اس وقت ان کے قریب سے حیوانات گزرتے ہیں یا نہیں ۔ تو اس دیہاتی نے کہا ہاں گزرتے ہیں ۔ تو پھر بیگمات نے کہا ۔ کہ آپکی مستورات ان سے پردہ کرتی ہیں یا نہیں ۔ اس نے کہا نہیں وہ تو حیوان ہیں ۔ تو پھر انہوں نے کہا تم بھی حیوان ہو ۔ جناب والا ۔ یہ تو ان لوگوں کا خیال ہے ۔ اسلئے آخر میں اپنے اس پیارے آئین کی پرجوش تائید کرتا ہوں

Mr. Chairman: Yes. Mr. Ahsan-ul-Haq.

جناب احسان الحق : جناب چیئرمین ۔ میں نیشنل اسمبلی اور حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ کہ انہوں نے یہ بل پاس کیا ہے ۔ اور اس کا اطلاق ۱۹۵۶ء سے کیا ۔ اور میر صاحب نے اس بات کی بھی کسی حد تک نشاندہی کی ہے ۔ کہ جن لوگوں نے ۱۹۵۶ء سے آئین کو توڑنے یا مسخ کرنیکی کوشش کی ہے ۔ انکی گوشمالی ہوگی اور انکو سزا دی جائیگی ۔ اور نہایت ہی اچھا ہوگا ۔ کہ اگر یہ کام پوری طرح سر انجام دیا جائے ۔ جناب والا ۔ Constitution کے آرٹیکل "۶" میں لکھا ہوا ہے ۔

"6.—(1) Any person who abrogates or attempts or conspires to abrogate, subverts or attempts or conspires to subvert the Constitution by use of force or show of force or by other unconstitutional means shall be guilty of high treason.

(2) Any person aiding or abetting the acts mentioned in clause (1) shall likewise be guilty of high treason."

یہاں پر جو ۱۹۵۶ء کے بارے میں ایک شق لکھی ہوئی ہے اس بل میں Section 2, part (a)

"2. A person who is found guilty—

(a) of having committed act of abrogation or subversion of a Constitution in force in Pakistan at any time since the Twenty-third day of March, 1956."

---

*Speech not corrected by the honourable Member.

[Mr. Ahsan-ul-Haq]

ں میں اور آرٹیکل ۶ میں بہت سا تضاد پایا جاتا ہے ۔ اگر یہ اچھا ہوتا کہ اسکے بجائے
ہاں پر اگر یہ ہو جاتا

"High treason" as defined in Article 6 of the Constitution.

کے بعد یہ کر دیا جاتا ۔ اسکا اطلاق یعنی کہ اس سارے ایکٹ کا اطلاق ۱۹۵۶ء سے
گا۔ ان معروضات کے ساتھ میں اس بل کی تائید کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : منسٹر صاحب کو تشریف رکھنی چاہئیے تھی تاکہ وہ اعتراض
یرہ سن لیتے ۔ طریقہ اور روایت بھی یہی ہوتی ہے ۔

That the Minister-in-Charge, who introduces a Bill and he wanted it to passed, he must be present in the House to hear arguments and objections.

Mr. Ihsanul-Haq : The Minister is to clarify. The position on this p because this part is ... ...

Mr. Chairman : It is very said. In the absence of the Ministers against traditions, they must be present to hear the objections.

Mr. Tahir Mohammad Khan : Sir, I wanted to make some submission this regard.

Mr. Chairman : In which regard? With regard to the Bill?

Mr. Ihsan-ul-Haq : On whose? Submission on behalf of the Minister on behalf of himself?

جناب طاہر محمد خان : *میں منسٹر صاحب کی طرف سے نہیں کر رہا بلکہ منسٹرز
بارے میں عرض کرونگا کہ یہ اچھی روایت نہیں ہے ۔ سینٹ کا اجلاس کئی دنوں
سلسل ہو رہا ہے ۔ لیکن یہاں پر ماسوائے خورشید حسن میر صاحب کے یا ایک
س میں جتوئی صاحب اور پیرزادہ صاحب ایک سیشن میں شریک ہوتے رہے ہیں ۔ منسٹر
بان یہاں موجود نہیں ہوتے ۔ اگر وہ یہاں موجود ہوں تو جو ہم گذارشات کرتے ہیں
ن لیا کریں ۔ کیونکہ جو ہم گذارشات کرتے ہیں بعض شاید انکے محکموں سے متعلق
ہیں اور بعض انکے محکموں کے امور سے متعلق ہوتی ہیں ۔ تو یقیناً ان کا یہاں موجود
مفید ہوگا ۔ انکے لئے بھی اور ہمارے لئے بھی مفید ہوگا ۔ آپ ہماری یہ گذارش منسٹر
ان تک پہنچا دیں کہ کم از کم دو چار منسٹر صاحبان سینٹ کے اجلاس میں موجود
کریں اس سے سینٹ کو بھی فائدہ ہوگا اور انکو بھی فائدہ ہوگا ۔

جناب چیئرمین : یہی تو میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ عام طریقہ بھی یہی ہے ۔
Conventi بھی یہی ہے اور tradition بھی یہی ہے ۔ شائستگی بھی
ہے ۔ کہ منسٹر صاحب ضرور موجود رہیں ۔ تاکہ وہ سنیں کہ ممبران کے اعتراضات
ہیں ۔ ممبران کے خیالات کیا ہیں اور انکی رائے کیا ہے ۔ اور وہ اس قابل ہوں کہ
جواب دے سکیں ۔

---

*Speech not corrected by the honourable Member.

I can take the horse to the river, but I cannot make him drink water. That is the difficulty. I cannot tie then down to their seats. All right. I cannot adjourn the House for securing presence of the Ministers.

جناب احمد وحید اختر: *حضور والا - میں آپکی وساطت سے اراکین نیشنل اسمبلی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں - کہ انہوں نے اس بل کو منظور کیا اور آج ہم اس پر غور کر رہے ہیں - جناب والا - جب میں انہیں مبارکباد پیش کر رہا ہوں اس کے ساتھ ہی ساتھ بحیثیت ایک پاکستانی کے اپنے لئے یہ بات بڑی تکلیف دہ محسوس کرتا ہوں کہ ہمیں اس بات پر بھی ایک بل پاس کرنا پڑے گا کہ آئین کا اس میں تقدس و احترام کیا جائے- جناب والا - ماضی کی تاریخ شاہد ہے کہ اس ملک میں جمہوریت کو پنپنے نہیں دیا گیا - اگر پچیس سال میں جیسی بھی بھلی بری جمہوریت گذشتہ پانچ چھ سالوں میں تھی - چلتی رہتی تو آج ہرگز اس خطۂ پاک پر یہ صورتحال نہ ہوتی جو آج ہمارے سامنے ہے لیکن ۱۹۵۸ء میں جب ایوب خان نے آئین کو ختم کیا - قومی اسمبلی کو توڑا - صوبائی اسمبلیوں کو ختم کیا - اسکے بعد سے آمریت کا دور دورہ رہا - اور یہ طویل دور ان تمام خرابیوں اور برائیوں کی بنا - جن سے آج ہم دوچار ہیں -

جناب والا - یہ ایک مسلمہ اصول اور مسلمہ حقیقت ہے کہ جمہوریت کیسی بھی ہو وہ آمریت سے ہر لحاظ سے بہتر ہوتی ہے- آج پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو- پیپلز پارٹی کو- اور اس قوم کو جن مسائل کا سامنا ہے - یہ تمام اسی دور آمریت کے پیدا کردہ ہیں- ہم محسوس کرتے ہیں- اور نہایت دیانتداری سے محسوس کرتے ہیں کیونکہ ہمارا واسطہ ہر روز اس ملک کے غریب عوام سے پڑتا ہے - انہیں بے پناہ مسائل و مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے - لیکن اسکی ذمہ داری پاکستان پیپلز پارٹی یا آج کے اراکین اسمبلی پر عائد نہیں ہوتی - یہ وہ مشکلات ہیں جو آج سے پہلے بارہ پندرہ سال پیدا کی گئیں - بارہ پندرہ سال میں یہ پودے اتنے بڑے اور زہریلے ہو گئے کہ انہیں پاکستان پیپلز پارٹی کیلئے ختم کرنا اور پھر فوری طور پر یکدم ختم کرنا ناممکن نہیں تو بے حد مشکل ضرور ہے- اس لئے جناب والا - میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ انتہائی مختصر طور پر کیونکہ خورشید حسن میر صاحب نے نہایت تفصیل سے اور اسکے بعد میرے ساتھیوں نے اس معزز ایوان کے اراکین نے بھی بڑی تفصیل سے گذشتہ تاریخ پر روشنی ڈالی - پیشتر اسکے کہ میں اس بل کے بارےمیں آگے بڑھوں مجھے ایک اور بات عرض کرنا ہے- جو اس معزز ایوان کے رکن سید قربان علی شاہ نے سندھ کے ہاریوں کے بارے میں اور سندھ کے غریبوں کے بارے میں عرض کی - میں آپکی وساطت سے انکی خدمت میں عرض کرونگا کہ خواہ وہ سندھ کے ہاری ہوں - خواہ وہ پنجاب کے کسان ہوں - خواہ وہ سرحد کے کسان و مزدور ہوں خواہ وہ مشرقی پاکستان جسکو آج ہم با امر مجبوری بنگلہ دیش کہہ رہے ہیں - اسکے غریب عوام ہوں ان تمام کے مسائل بنیادی طور پر ایک جیسے ہیں- جناب والا - جب سندھ کے غریبوں کی بات کی جاتی ہے تو میں محسوس کرتا ہوں کہ وہی حالت پنجاب کے مزدوروں کی اور وہی حالت بلوچستان کے پسے ہوئے طبقے کی - اور وہی حالت سرحد کے لوگوں کی اور وہی حالت مشرقی پاکستان میں لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ - پڑھنے والے

*Speech not corrected by the honourable Member.

[Mr. Ahmed Waheed Akhtar]

بھائیوں کی ہے۔ اگر اس درجہ استحصال نہ کیا جاتا اگر سرمایہ داری اور جاگیر داری کا تسلط اتنی دیر تک اور اتنی شدت سے یہاں نہ رہتا تو آج بارہ کروڑ مسلمانوں کا ملک سمٹ کر پانچ کروڑ کا نہ رہ جاتا۔ جناب والا۔ یہ اسی نظام کی خرابی تھی۔ یہ اُن حکومتوں کی خرابیاں تھیں۔ ہم لوگ اس نظام کے کچلے ہوئے ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم اس نظام کو بدلیں گے۔ حضور والا۔ میں آپکی وساطت سے اس معزز ایوان کے اراکین کو یہ بات یاد دلانا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے اس مختصر سے دور۔ حکومت میں بھرپور کوشش کی کہ ان پچیس سالہ پرانے اثرات کو یکے بعد دیگرے ختم کیا جائے۔ اور جمہوری طریقوں سے ان اثرات کو ختم کیا جائے۔ ان اثرات کو اس طریقے سے ختم کیا جائے جیسے کہ ہم نے اپنے منشور میں وعدہ کیا ہے۔ پیشتر اسکے کہ پانچ سال کا وقت جو لوگوں نے ہمیں حکومت کرنے کیلئے دیا ہے یہ ختم ہو۔ ہم اپنے وعدے بڑی حد تک پورے کریں۔

جناب والا۔ جیسے کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اگر آئینی حکومت اس ملک میں رہتی تو آج ہمیں بہت سے جمہوری ادارے ورثے میں ملتے۔ لیکن جب پاکستان پیپلز پارٹی کو اقتدار دیا گیا۔ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں اسوقت تمام جمہوری ادارے جیسا کہ قائد عوام نے ایک سے زیادہ بار زور دے کر کہا کہ ختم ہو چکے تھے۔ ہمیں نئے سرے سے تمام اداروں کی بنیادیں رکھنا تھیں۔ تمام اداروں کی تعمیر کرنا تھی۔ اس کیلئے وقت کی ضرورت ہے۔ کوشش کی ضرورت ہے۔ وسائل کی ضرورت ہے تو جناب والا۔ اس دو سال کے عرصے میں جمہوری اداروں کے قیام میں بھی اس ملک کے ان منتخب نمائندگان نے جو بہت دن پہلے ایوان کے اس طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ اور کئی دنوں سے تشریف نہیں لائے۔ اور وہ کئی دنوں سے تشریف نہیں لائے۔ لوگوں نے ان کو اسلئے ووٹ نہیں دیئے تھے کہ وہ جمہوری اداروں کے قیام میں اپنا کردار ادا نہ کریں۔ مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ کسی جمہوری ملک میں اپوزیشن کو ایک اہم کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ وہ بھی جمہوری اداروں کے قیام میں حکومت کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ لیکن اس ملک کی بدنصیبی یہ ہے کہ بہت سے حلقوں سے کچھ ایسے لوگ منتخب ہو کر آئے ہیں جنھوں نے یہ بھی ضروری نہیں سمجھا کہ وہ اپنے حلقہ کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنا نکتہ نظر پیش کریں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ خواہ مخواہ حکومت سے اتفاق ہی کریں بلکہ وہ اپنا نکتہ نظر بیان کریں۔ آج جب High Treason کا بل ہمارے سامنے ہے تو میں اس موقع پر قومی اسمبلی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہ توقع رکھتا ہوں کہ یہ معزز ایوان اس بل کو منظور کرے گا۔ اور یہ دعا کرتا ہوں کہ آئیندہ اس ملک میں کوئی ایسی صورتحال پیدا نہ ہو کہ جس سے جمہوری اداروں کو خطرہ لاحق ہو۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: مسٹر غلام نبی خان۔

جناب آغا غلام نبی خان: *جناب چیئرمین اس ایوان میں اس بل پرکافی بحث ہو چکی ہے اور میرے خیال میں ہمارے تمام ممبران نے کافی دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ جو تقاریر ہوئی ہیں ان کا بل کے ساتھ واسطہ کم اور ساری دنیا کے

*Speech not corrected by the honourable Member.

مرد اور عورتوں سے لیکر اسلام اور مذہب تک کو اس بحث میں گھسیٹا ہے۔ میرے خیال میں میں ادب کیساتھ آپ کو داد دیتا ہوں کہ آپ نے صبر کے ساتھ ان تمام باتوں کو سنا ہے۔ آئین ایک ملک کیلئے ایک بنیادی چیز ہے اور یہ ایک ملک کیلئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ ہم یہ بل پاس کر رہے ہیں کہ اگر کوئی اکیلا شخص یا کوئی جماعت طاقت کے ذریعہ آئین کو منسوخ کرے یا توڑ دے تو ان کو سزائے موت دی جائے۔ جیسا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آئین وہ قانون ہے جس کے تحت ہم اس ملک میں رہتے ہوئے صبح و شام اپنی تمام زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی اس قانون کو توڑے تو اسکو سزا ملتی ہے۔ اب ایک اکیلا آدمی بھی آئین بناتا ہے مثلاً بادشاہ اور شہنشاہ بھی ملک کو اپنا آئین دیتے ہیں۔ اور ایک ڈکٹیٹر بھی طاقت کے ذریعہ اپنا آئین ملک پر مسلط کرتا ہے۔ ایک قانون اور آئین وہ ہے جو عوام کے چنے ہوئے نمائندے ایک جگہ بیٹھ کر باہمی افہام و مشورہ کے ساتھ اسمبلی میں پاس کرتے ہیں۔ بادشاہوں اور ڈکٹیٹروں کا آئین بدلنا کوئی جرم نہیں ہے کیونکہ وہ اکیلا شخص طاقت کے ذریعہ آئین دیتا ہے۔ عوام کی مرضی کے خلاف اگر کوئی Individual آتا ہے اور قوم کی مرضی کے خلاف کوئی طاقت زبردستی ان پر تلوار لٹکا کر ان کے آئین کو منسوخ کرتا ہے تو میرے خیال میں انکو سزا ملنا چاہئیے۔ آج تک میں نے دیکھا ہے کہ دنیا میں اگر کوئی آئین کو توڑتا ہے تو وہ یا تو فوجی آدمی ہوتا ہے یا فوج کی مدد کیساتھ اس آئین کو توڑا جاتا ہے۔ آج ہم جو بل پاس کر رہے ہیں تو میں یہ عرض کرونگا کہ ہمارے آئین کو بھی دو مرتبہ فوج نے توڑا ہے۔ ایک مرتبہ ۱۹۵۶ء کے آئین کو اور دوسری مرتبہ ۱۹۶۲ء کے آئین کو جن لوگوں نے ہمارے آئین توڑے ہیں وہ فوجی سربراہ آج بھی ہمارے ملک میں موجود ہیں۔ اب اگر ہم سزا مقرر کرتے ہیں تو پھر سزا کون دے سکتا ہے۔ سزا تو اس وقت ہی مل سکتی ہے جب قانون بنانے والا طاقتور ہو۔ جب قانون کو توڑنے والے ہمارے ملک میں موجود ہیں تو پھر اس بل کو پاس کرنے کے بعد یکدم ان پر مقدمہ کیا جائے اور ان کو سزا دی جائے تاکہ آگے چل کر آئیندہ کسی وقت بھی کسی اور کو ایسا کرنے کی جرأت نہ ہو۔ ان لوگوں کو پھانسی ملنی چاہئیے تاکہ آئیندہ کوئی طاقتور آدمی اس جرم کو نہ دھرائے اور ان لوگوں کے حشر سے سبق سیکھے۔ باقی رہا یہ کہ جوزھری صاحب نے کہا ہے کہ ۱۹۵۱ء اور ۱۹۵۸ء میں جس کسی نے بھی ایسا کیا اسکا حشر بھی ہم نے دیکھا ہے۔ اس کو گورا قبرستان میں جگہ ملی ہے۔ اللہ نے اسکو کہیں اور جگہ نہیں دی۔ جس کی وجہ سے آج ہم ابتک اپنے پاؤں پر نہیں کھڑے ہو سکے وہ اب گورا قبرستان میں ہے۔ میں اپنی حکومت سے عرض کرونگا کہ آپ نے کچھ سزا دی ہے اور کیا سزا دے سکتے ہیں۔ اسکا نام ابتک چل رہا ہے۔ Public Places میں غلام محمد بیراج اور۔۔۔۔"

جناب خورشید حسن میر: بے شک میرے علم میں ہے اسکا نام تبدیل کرکے کوٹلی بیراج رکھ دیا گیا ہے۔

جناب آغا غلام نبی خان: *تو جس جگہ پر ایسے ظالموں کا کوئی نام ہو انکو مٹانا چاہئیے۔ یہ انکے لئے مرنے کے بعد کافی سزا ہے کہ انسان انکے نام سے نفرت کریں۔ ایسا

*Speech not corrected by the honourable Member.

[Agha Ghulam Nabi Khan]

نہ ہو کہ ہم اپنے کسی بیراج یا کسی کالج یا کسی پبلک Place کا نام ان کے نام پر رکھیں اور ہمارے نوجوان جنکو یہ پتہ نہ ہو کہ یہ کون تھا ، لازمی ہے کہ وہ سمجھیں گے کہ یہ ایک بڑا نیک شخص تھا ، ایک بہت بڑا آدمی تھا جس نے بیراج بنایا ، جس نے سکول بنایا ، جس نے کالج بنایا ۔ تو بجائے اسکے کہ ان سے نفرت کریں انکا اچھا خاصا ان پر اثر ہوگا ۔ تو ہمارے لئے یہ صحیح ہوگا کہ انکا نام و نشان مٹانا چاہئیے ویسے اللہ تعالیٰ نے انکو کافی سزا دے دی ہے کہ ہمارے مسلمانوں کے قبرستان میں نہیں ہے ۔ وہ غیروں کے قبرستان میں ہے ۔ تو اس وجہ سے میں عرض کرونگا کہ یہ بل پاس کیا جائے ۔

Mr. Chairman : Mr. Tahir had asked for the floor. If you do not mind, I will give him the floor. Yes, Mr. Tahir.

Mr. Tahir Mohammad Khan : *Thank you very much for the kindness.

جناب والا ۔ یوں تو میں اپنے تمام دوستوں اور ساتھیوں اور جناب منسٹر صاحب کے Ideas کو endorse کرتا ہوں اور جیسا کہ اس بل کی سپرٹ کو ، جیسا کہ اس بل کے Objectives کو میرے دوستوں نے دیکھا اور جس Angle سے دیکھا اور جس Angle سے اس ایوان کے سامنے بیان کیا ۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی تقریر Irrelevent تھی کیونکہ زندگی میں کسی بھی proposition کے اتنے سارے Shades ہوتے ہیں کہ ان سب Shades کو ہمیں دیکھنا پڑتا ہے بلکہ ہم جب عوام کے نمائندے بن کر اس مؤقر ایوان میں بیٹھتے ہیں تو ہمارا یہ کام ہے کہ اپنے احساسات کو یہاں بیان کریں تاکہ وہ اس ملک کے شہریوں تک پہنچ سکیں اور وہ دیکھیں کہ آیا ہم کس حد تک انکے جذبات اور احساسات کی نمائندگی کر رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ یہ ہمارا دور جو ہے یہ مہذب دنیا کا دور ، یہ سلطانیٔ جمہور کا زمانہ یہ زمانہ اولیٰ اور وسطیٰ سے اس لئے منفرد ہے کہ یہاں ہم نے عوام کی خواہشات کو ، انکے احساسات کو ، انکی پسند کو اہمیت دی ہے ۔ اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک فرد اپنی قوت سے ، اپنے قوت بازو سے یا کسی اور قوت کے بل بوتے پر برسراقتدار نہ آئے بلکہ یہ حق صرف عوام کو ہے کہ اپنے لئے نمائندے چنیں ، اپنی حکومت منتخب کریں اور وہ حکومت انکے احساسات اور انکی خواہشات کے مطابق اس ملک میں انکی خدمات انجام دے ۔ اس ملک میں اب بھی میں یہ سمجھتا ہوں بادشاہانہ ذہن رکھنے والے ، سردارانہ ذہن رکھنے والے ایسے لوگ موجود ہیں جو Surrender نہیں کر چکے ہیں عوام کے ان احساسات کو اور عوام کے جذبات کو ۔ وہ اب بھی یہ چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح سے ، کسی چور دروازے سے اقتدار کی کرسی تک پہنچ جائیں اور پھر جب کرسی پر پہنچیں گے تو اپنی کرسی کو مستحکم و مضبوط کرنے کی کوشش کریں گے ۔ اب جناب والا ۔ پیپلز پارٹی کو اس لئے اصول کے مطابق عوام نے منتخب کیا اور عوام نے پیپلز پارٹی کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اس ملک میں ایک معین مدت تک عوام کی خدمت بجا لائے ۔ اب اگر اس تصور کو کوئی شخص اس ملک میں نہیں مانتا تو گویا وہ دستور کے تصور کو تسلیم نہیں کرتا ، وہ عوام کی حکمرانی کے تصور کو تسلیم نہیں کرتا ، وہ قانون کی

*Speech not corrected by the honourable Member.

سربلندی کے تصور کو تسلیم نہیں کرتا تو یہاں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کچھ جماعتیں ایسی ہیں کہ جو civil disobedience کے نام سے تحریک چلا رہی ہیں اگر انکو عوام کی حکمرانی کا اور عوام کے احساسات کا پاس ہوتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔ یہ ہمارا قانونی اور اخلاقی حق ہے کہ اس ملک میں چار، ساڑھے چار سال جو باقی رہتے ہیں عوام کی خدمت بجا لائیں ۔ تو اگر وہ اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں تو disobedience چہ معنی دارد (اسکے کیا معنی ہیں) ۔ یہ ابھی تک reminiscent ہیں ۔ وہ پرانی جاگیرداری اور پرانی سرداری کے لوگ ہیں ۔ یہ ان وقتوں کے لوگ ہیں ۔ یہ ابھی تک عوام کی حکمرانی کے تصور کو تسلیم نہیں کر چکے ہیں ۔ اس لئے یہ کسی نہ کسی طریقہ سے کوئی نہ کوئی چور دروازہ تلاش کرتے ہیں کبھی civil disobedience کے نام سے اور کبھی یہ چاہتے ہیں کہ پولیس کے ذریعے سے اور فوج کے ذریعے سے کرسی اقتدار تک پہنچیں ۔ تو ہم نئے دور کے نئے تقاضوں کے علمبردار ہیں ، ہم نئی روشنی کے علمبردار ہیں ۔ پیپلز پارٹی نے عوام کے ساتھ جمہوریت کا ، عوام کے ساتھ عوام کی بالادستی کا وعدہ کیا تھا اور عوام کی بالادستی کے لئے جد وجہد کر رہی ہے تو اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ صرف ہمارے یہ جو احساسات ہیں یہ دلوں میں نہ رہیں وہ قانون کی کتابوں پر بھی آ جائیں اور پیپلز پارٹی نے یہ بل ، پیپلز پارٹی کی حکومت نے یہ بل اس لئے پیش کیا کہ ہم بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کرسی پر غیر قانونی طریقے سے قائم نہیں رہنا چاہتے ، قابض نہیں رہنا چاہتے ، مسلط نہیں رہنا چاہتے اور اگر ہم مسلط رہنا چاہتے تو ہم خود یہ بل آج نہ لاتے کیونکہ اس ملک کی روایات تو یہ ہیں کہ جب انتخاب قریب آجائیں ۱۹۵۹ء میں انتخاب ہونا تھا تو ۱۹۵۸ء میں اسے abrogate کر دیا ، منسوخ کردیا تو ہم اسطرح ملک میں اپنا اقتدار چاہتے تو ہم یہ بل نہ بنا لاتے تو اسکا یہ مطلب ہے کہ ہم نے جو کچھ عوام سے کہا اس پر خلوص نیت سے ایمان رکھتے ہیں اور اس پر قائم و دائم ہیں ۔

جناب والا ۔ جسطرح اس اِسپرٹ کی میرے باقی ساتھیوں نے تائید کی ہے اور میں بھی اسکی تائید کرتا ہوں اور اسکے علاوہ دو ، چار گزارشات کرنا چاہتا ہوں ۔ چونکہ میرے ساتھی احسان صاحب نے چند گزارشات کی ہیں اس وقت ہمارے منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے تو اس continuation میں میں دو، چار گزارشات جنرل ڈیبیٹ میں میں کرونگا ۔ جناب والا ۔ اس میں دفعہ 2 ، کلاز 2 میں دو sub-clauses بیان کی ہیں ۔ پہلی کلاز یہ ہے کہ a person who is found guilty of having committed an act of abrogation or subversion of a Constitution in force in Pakistan at any time since the 23rd day of March, 1956 or

گویا کہ یہ الگ جرم بنا اور دوسرا جرم بنایا گیا ہے

of high treason as defined in Article 6 of the Constitution.

اس میں آرٹیکل ۶ کا حوالہ آ گیا ہے ۔ اس میں constitution کا آرٹیکل ۶ یہ کہتا ہے کہ

"Any person who abrogates or attempts or conspires to abrogate, subverts or attempts or conspires to subvert the Constitution by use of Force or show of force or by other unconstitutional means shall be guilty of high treason.

[Agha Ghulam Nabi Khan]

اس میں سب کلاز ۲ ہے۔

Any person aiding or abetting the acts mentioned in clause (1) shall likewise be guilty of high treason."

جناب والا۔ یہ آرٹیکل ۶ بہت جامع ہے، مکمل ہے۔ یوں تو سب کلاز ۲ کے آنے کے بعد اگر سب کلاز ۲ کو یوں پڑھیں۔

A person who is guilty of a high treason as defined in Article 6 of the Constitution, shall be punishable with death or transportation.

تو بات مکمل ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ سے جب ہم کلاز (۱) کو دیکھتے ہیں یہاں پر redundant or misplaced بظاہر یوں لکھتے ہیں کہ اس time period کو واضح کرنے کے لئے شروع کے کچھ الفاظ بڑھا دیئے گئے ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ شروع کے کچھ الفاظ

of having committed an act of abrogation or subversion of the Constitution

ہو کہ Independent clause لگ رہی ہے جو کہ Independent substantive offence بن رہا ہے۔ وہ substantive offence کے معنی نہیں بلکہ 23rd day of March, 1956 ایک substantive بات کہی گئی ہے۔ اگر اِس کا جائزہ لیا جاتا یا اگر محترم منسٹر صاحب اور لاء ڈیپارٹمنٹ اسکا جائزہ لیں تو یہ شروع کے الفاظ جو ہیں وہ غیر ضروری ہیں اور غیر ضروری الفاظ کا کسی قانون میں ہونا کچھ مستحسن نہیں ہے۔

دوسری بات جو جناب کی خدمت میں اس general debate میں گذارش کرونگا وہ یہ ہے کہ اس میں define نہیں کیا کہ کیا forum اور کون سا trial ہے اور اگر forum define کیا جاتا تو embodiment of the Act میں آ جاتا یعنی اس کے متن میں آ جاتا جو سزا زیادہ مناسب ہے وہ موت کی سزا ہے۔ یہ پولیٹیکل باتیں ہیں۔ تو general interpretation of law کو دیکھیں اس لحاظ سے جرم سرزد ہوا یا اس کے بعد any Magistrate can try the offence میں سمجھتا ہوں اس کی بجائے یعنی magisterial trials کی بجائے کوئی بہتر اور بلند تر forum رکھیں تو بہت مناسب ہوگا۔ یہ تجویز ہے تاکہ اس بل میں جو کمزوریاں ہیں وہ دور ہو سکیں۔ ویسے میں اس بل کی مکمل طور پر حمائیت کرتا ہوں۔ اور Law Department اس کا جائزہ لے۔ اور اگر یہ تجاویز مناسب ہیں تو ان کو کسی طرح incorporate کر دیا جائے۔

[At this stage the Chair was vacated by Mr. Chairman and occupied by Mr. Deputy Chairman (Mr. Tahir Mohammad Khan.)]

جناب ڈپٹی چیئرمین: مسٹر ظفر احمد قریشی:

جناب ظفر احمد قریشی:* جناب والا۔ اس معزز ایوان میں میں سرحد کی اکثریتی پارٹی کا رکن ہونے کی حیثیت سے اس بل کی پوری حمائیت کرتا ہوں۔ اور اس بل کے

---

*Speech not corrected by the honourable Member.

پیش کرنے پر ، جیسے میرے معزز دوستوں نے اور نیشنل اسمبلی کے ممبران نے اس بل کے مصنفین کو مبارکباد دی ہے ، میں بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ آئین بنتے بھی ہیں ۔ آئین میں ترامیم بھی ہوتی ہیں ۔ آئین بدلے بھی جا سکتے ہیں ۔ ہر دستوری حکومت میں اس ملک کا آئین خود اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ اگر حالات کے مطابق اس میں کسی قسم کی ترمیم کی ضرورت ہے تو اس کے لئے ایک طریقہ کار۔ ایک لائحہ عمل اس آئین کے اندر موجود ہوتا ہے ۔ لیکن اس ملک کی بدنصیبی یہ ہے کہ ہر دفعہ ہر اس شخص جس نے ساری قوم کے سامنے آئین کے تحفظ کا حلف اٹھایا ۔ جس نے آئین کے تحفظ کی قسم کھائی ۔ جب اس کے خود غرضانہ عزائم پورے نہ ہوئے تو اس نے اسی آئین کو معطل اور منسوخ کر دیا جس آئین کی اس نے قسم کھائی تھی ۔ پاکستانی قوم بھی ایک عرصہ سے ایسی بدنصیبی کا رونا رو رہی ہے ۔ لیکن ابتک ایسا کوئی موثر طریقہ نہیں تھا کہ ان لوگوں کو جنہوں نے قوم اور ملک سے بڑی غداری کی ہے ان کو کسی قسم کی سزا دی جا سکتی ۔ اب چونکہ یہ بل ہمارے سامنے آیا ہے اس میں یہ شق ہے کہ ایسے لوگ جو اس قانون کو abrogate کریں یا اس کے خلاف کام کریں یا اسے منسوخ کرنے کی کوشش کریں تو ان کو بڑی سے بڑی سزائے موت دی جا سکتی ہے ۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ جہانتک میرے معزز دوست احسان الحق صاحب کا کہنا ہے کہ اس میں اتنا ہی کافی حد تک treason ہے کہ وہ تعریف جو Constitution میں کی گئی تھی اس کو incorportae کر دیا جاتا ۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں ۔ میں اس معزز ایوان کا زیادہ وقت لئے بغیر اپنے صوبے کے عوام کی طرف سے اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے اس بل کی پر زور حمایت کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : راؤ صاحب ۔ آپ کچھ فرمائینگے ؟

راؤ عبدالستار : * جناب والا ۔ آج جو قرارداد اس معزز ایوان میں پیش کی گئی ہے کہ آئین جو ہے اس کو جو پاکستانی بھی توڑے گا اس کے لئے سزا مقرر کی گئی ہے ۔ میں اس کی پر زور حمایت کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ میں مختصراً یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس بدنصیب ملک میں ۲۵ سال تک اس آئین کے ساتھ جو کہ مہذب قوموں میں بہت مقدس دستاویز ہوتا ہے اس کے ساتھ مذاق کیا گیا ۔ ایسے حالات کیوں پیدا ہوئے ۔ ان کی کیا وجوہات تھیں ۔ جناب والا ۔ آپ ذرا پاکستان کی تاریخ پر نظر ڈالیں اور کچھ پیچھے دیکھیں کہ جب پاکستان معرض وجود میں آیا ۔ اس کی پہلی Constituent Assembly forum ہوئی ۔ اس میں ایک قرارداد مقاصد جو 1949 میں پاس ہوئی جسے صرف ایک لائن میں Objective Resolution کا نام دیتے ہیں ۔ اس کے بعد اس اسمبلی نے کوئی کام نہیں کیا اور اس کام کو پائیہ تکمیل تک نہ پہنچایا ۔ جو فرض قوم نے ان کے سپرد کیا تھا اس کو انہوں نے نہیں نبھایا ۔ پاکستان

*Speech not corrected by the honourable Member.

[Rao Abdul Sattar]

کے لئے آئین بننا کوئی انوکھی اور نئی بات نہیں تھی۔ جناب والا۔ قائداعظم سے ، پاکستان بننے سے پہلے ، ایک دفعہ پریس والوں نے سوال کیا کہ پاکستان کا آئین کیا ہوگا ؟ تو انہوں نے فرمایا کہ پاکستان کا آئین موجود ہے۔ پاکستان کے پاس کتاب الٰہی موجود ہے اس میں مکمل آئین ہے۔ ہمیں کوئی ضرورت نہیں ۔ اس میں کوئی زیادہ عرصہ نہیں لیں گے۔ ہم فوراً اس آئین کو منظور کریں گے۔ لیکن افسوس ہے اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ پاکستان کے سیاستدان جو اسوقت برسر اقتدار تھے۔ جو ہماری Constituent Assembly کے ممبر تھے۔ انہوں نے اپنے مفاد کو دیکھا۔ انہوں نے غریب اور محنت کش کے مفادات کا کوئی خیال نہ رکھا۔ انہوں نے جب بھی دیکھا کہ ہمیں اس طریقے سے فائدہ پہنچتا ہے کہ آئین نہیں بننا چاہئیے تو انہوں نے آئین نہیں بننے دیا۔ جن حالات میں آئین بنایا بنایا مثلاً ۱۹۵۴ء میں آئین بنا اسکی منظوری نہ ملی۔ ۱۹۵۶ء میں آئین بنایا گیا جسکو محمد علی کا آئین کہتے ہیں۔ اس میں محنت کش عوام کی کوئی آواز نہیں تھی۔ اس میں کوئی عوامی نمائیندگی نہیں تھی۔ اس کے ساتھ کیا ہوا۔ اس کے ساتھ بھی یہی ہوا کہ جب ایک ڈکٹیٹر نے دیکھا کہ یہ آئین ہماری خواہش کے مطابق نہیں ہے۔ میں کہونگا کہ عوام کی ترجمانی نہیں کرتا تھا۔ تو اس نے اس آئین کو یعنی سکندر مرزا نے ایوب خاں کے ساتھ سازش کرکے اس آئین کو ختم کر دیا۔ یہ ملک کی بڑی بدقسمتی ہوئی ہے۔ میرے دوست جناب ظفراحمد قریشی صاحب نے ٹھیک کہا ہے کہ آئین میں ترمیم ہو سکتی ہے۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ایک قلم سے آئین کو ختم کر دیا جائے۔ آئین جو ہوتا ہے یہ مہذب قوموں کا dress اور پہناوا ہوتا ہے۔ اگر ہمارے پاس آئین نہیں تو اہم مہذب قوموں کی صف میں نہیں بیٹھ سکتے۔ ہمارے ساتھ بغیر آئین وہی سلوک ہوگا جیسا کہ بغیر کپڑے پہنے ہوئے آدمی کسی میٹنگ میں شریک ہوتا ہے۔

جناب والا۔ صرف چند مفاد پرست ٹولوں نے اس ملک کو کافی عرصے سے آئین سے محروم رکھا۔ انہوں نے عوام کے جذبات کے خلاف اور اپنی ہوس کو برقرار رکھتے ہوئے اس کو ختم کر دیا۔ ۱۹۵۶ء کے بعد ۱۹۶۲ء میں ہمیں ایک آئین دیا گیا۔ اس کے متعلق یہ کہا گیا کہ یہ آئین ایسا ہے جیسے لائل پور کا گھنٹہ گھر کہ جدھر دیکھو ایوب خاں ہی ایوب خاں نظر آتا ہے۔ کہ ایک ہی آمر آدمی کے پاس سارے اختیارات ہیں۔ اس کے بعد دوسرا آمر آیا۔ اس نے اس آئین کو ختم کر دیا۔ یہ ہماری بدقسمتی تھی۔ اگر اس ملک میں آئین ہوتا تو ان حالات کا سامنا نہ کرنا پڑتا اور یہ آدھا ملک ہم سے نہ جاتا۔ اس لئے یہ قانون جو اس ایوان میں لایا گیا ہے میں اسکی تائید کرتا ہوں۔ اگر یہ قانون منظور ہو جائے تو بہت بہتر ہوگا کیونکہ یہ آئین عوام کا دیا ہوا ہے۔ عوام کے نمائندوں کا بنایا ہوا ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے پروگرام اور منشور کے مطابق آئین بنایا گیا ہے۔ جسکے پاکستانی عوام ۲۵ سال سے منتظر تھے۔ تاکہ محنت کش عوام کی ترجمانی ہو سکے۔ ان کے مفادات کا خیال رکھا جائے۔ اس ملک سے استحصال ختم ہو۔ اس ملک سے جاگیرداری اجارہ داری اور سرمایہ داری کا خاتمہ ہو۔ وہ ساری چیزیں اس آئین میں موجود ہیں۔ اس آئین میں ہر آدمی کے لئے یکساں مواقع مہیا کئے گئے ہیں۔

جناب والا - ان الفاظ کے ساتھ میں اس بل کی تائید کرتا ہوں اور جتنی جلدی ہو یہ بل منظور کیا جائے۔ تا کہ پھر کوئی ایسا عوام دشمن شخص پیدا نہ ہو سکے جو اس آئین کو منسوخ یا ختم کرنے کی سازش کر سکے - شکریہ -

جناب ڈپٹی چیئرمین : میرے خیال میں میر صاحب اپنا right of reply استعمال کریں -

جناب خورشید حسن میر : *جناب والا ! میں آنریبل اراکین کا بے حد شکر گذار ہوں جنھوں نے کہ اس بحث میں حصہ لیا - یہ ایک بہت اہم اور ایک تاریخی بل ہے۔ *اس کے سلسلے میں ہمارے ملک میں کیونکر جمہوریت ختم ہوئی ، کیونکر آئین کی حکومت ختم ہوئی ، کیا کچھ ہوا اور اس کے بعد کن کن خطرات کو ہمیں ملحوظ رکھنا ہے ، کیونکر ہمیں جمہوریت کی پزیرائی کرنی ہے ، کیونکر ہمیں جمہوری اداروں کی حفاظت کرنی ہے - یہ ایک اتنا وسیع موضوع تھا اور میں نہیں سمجھتا کہ اس پر جو تقریریں کی گیئں وہ irrelevant تھیں - میں اپنے ایک آنریبل ممبر سے اختلاف کرتا ہوں جنھوں نے یہ فرمایا کہ irrelevant تقریریں ہوئی ہیں اور موضوع بحث پر نہیں ہوئیں - میں اُن سے اختلاف کرتا ہوں - میں سمجھتا ہوں کہ ساری کی ساری تقریریں جو کی گئیں وہ عین موضوع پر تھیں - جناب والا ! میں اس سلسلے میں کچھ اور مزید کہنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا ، لیکن ایک سوال جو اٹھایا گیا ، اس کے بارے میں کچھ وضاحت ضروری ہے - دو سوال اٹھائے گئے۔اول یہ کہ اس میں آئین کی تخریب اور منسوخی کے متعلق تو مجرم قرار دے کر اس کی سزا رکھی گئی ہے - لیکن ملک کو توڑنے کے بارے میں سزا نہیں رکھی گئی - میں اپنے ساتھیوں اور آنریبل حضرات سے یہ مودبانہ التماس کروں گا کہ یہ انداز فکر صدائے باز گشت ہے دائیں بازو اور حزب اختلاف کی طرف سے ہمارے اس اہم کام کی اہمیت کو کم کر کے دکھانے کی دیدہ و دانستہ کوشش ، میں تو یہاں تک کہوں گا کہ بددیانتی سے کی گئی تنقید کی باز گشت جو انہوں نے مؤقف اختیار کر رکھا ہے، اُن کا مقصد کیا ہے ؟ وہ یہ پروپیگنڈہ کرتے پھرتے ہیں کہ جو شخص بھی بنگلہ دیش کو منظور کرے گا وہ ملک کو توڑے گا -

جناب ڈپٹی چیئرمین : اصل میں میر نبی بخش زہری صاحب نے جو تنقید کی تھی ، وہ بلوچستان کے context میں تھی ، کہ وہ لوگ جو چار قومیتوں کی اور seprate states کی بات کرتے ہیں -

جناب خورشید حسن میر : جناب والا ، میں سمجھتا ہوں ، میں بالکل سمجھتا ہوں !

میر نبی بخش زہری : یہ بد دیانتی کے الفاظ کو واپس لیں - کوئی بددیانت نہیں ہے -

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ کو کسی نے نہیں کہا - میرے خیال میں " بددیانتی " غیر پارلیمانی نہیں تاہم آپ کے متعلق آنھوں نے نہیں کہا -

میر نبی بخش زہری : " بددیانتی " کا لفظ واپس لیں - میں بددیانت نہیں ہوں -

*Speech not corrected by the honourable Member.

جناب خورشید حسن میر: جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے دہرا دیتا ہوں۔
آنریبل ممبر نے بات توجہ سے نہیں سنی۔ میں دہراتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ
ں ممبر بلوچستان کے حوالے سے بات کر رہے تھے۔ لیکن بات آئین اور قانون کی ہے۔
نے جو عرض کیا ہے وہ یہ ہے کہ دائیں بازو کی طرف سے اور حزب اختلاف کی طرف سے
ے اس اہم کام کی اہمیت کو کم کرکے دکھانے کی ....

میر نبی بخش زہری: جناب چیئرمین صاحب ! اب ان باتوں کی وضاحت اس لئے
ی ہے کہ چونکہ انہوں نے دایاں اور بایاں بازو کرکے کہا ہے اور یہ بھی کہہ دیا کہ
دیانتی پر مبنی ہے..........

جناب خورشید حسن میر: بات دہرانے سے کیا فائدہ ہے۔ اگر آنریبل ممبر
وس کریں گے کہ واپس لوں، تو میں واپس لوں گا۔ لیکن مجھے دہرانے تو دیں۔
لفظ بہ لفظ دہراتا ہوں۔

میر نبی بخش زہری: مجھے چیئرمین صاحب سے اجازت ملی ہے ....

جناب ڈپٹی چیئرمین: میر صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں
آپ مطمئن نہیں ہوئے ....

جناب خورشید حسن میر: پہلے بات تو سنیئے، میں نے جو کہا ہے.....

جناب ڈپٹی چیئرمین: معزز منسٹر نے جو کچھ کہا ہے کہ دائیں بازو کی بعض
یں، جو غیر دیانتدارانہ انداز سے ہمارے اس قانون کو اس انداز سے Project
رہے ہیں کہ ہم قانون کو تو بچا رہے ہیں، ملک کو نہیں بچا رہے، وہ بددیانتی کر
یں۔ آپ کے بارے میں اُنہوں نے نہیں کہا ہے۔

میر نبی بخش زہری: عرض یہ ہے کہ اپوزیشن دائیں بازو کی ہے، وہ تو موجود
۔ بحث تو ہم لوگوں نے کی ہے۔ وہ کیسے مراد اُن کی لی جاسکتی ہے؟۔ بلکہ
ریکارڈ کو دیکھ لیجیے، یہ میں نے کہا تھا اور یہ بات ٹھیک ہے بالکل کہ ملک کے
نے کے متعلق قانون اس قسم کا بنایا جائے۔ ......

جناب خورشید حسن میر: سر! میں ان کی تسلی کے لیے واپس لیتا ہوں۔ اس
جھگڑنے میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے ؟ کیوں شک رہے کسی آنریبل ممبر کو خواہ
خواہ جب کہ میں نے ان کے بارے میں کہا ہی نہیں۔ میں واپس لیتا ہوں لیکن بات
یں دوبارہ دہراتا ہوں، آپ غور سے سن لیجیے کہ میں نے جو عرض کی ہے وہ کیا ہے
ں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ احساس صدائے بازگشت ہے اس تنقید کی۔ ....

میر نبی بخش زہری: میں کہتا ہوں کہ یہ حقیقت ہے کہ ملک میں ایسے دشمن
یں جو ملک کو توڑنا چاہتے ہیں، وہ غدار ہیں۔ ....

جناب خورشید حسن میر: اس بارے میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔ اس میں
کہاں اختلاف ہے ؟ تو جناب میں پہلے قانونی پوزیشن واضح کردوں کسی آنریبل

ممبر کو کوئی شک نہ رہے گا۔ قانون یہ ہے۔ پینل کوڈ میں وہ جرم موجود ہے۔ اس کے لیے نیا قانون لانے کی ضرورت نہیں۔ پینل کوڈ میں treason کی Definition موجود ہے۔ اس کے لیے سزا اس وقت دی جا سکتی ہے۔ اس کے لیے کسی نئے آئین میں کچھ بات لکھنے کی یا نیا قانون لانے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اب آپ کو تسلی ہوگئی۔...............

جناب ڈپٹی چیئرمین - یہ بحث ومباحثہ نہیں ہوگا۔ زہری صاحب آپ تشریف رکھیں۔

میر نبی بخش زہری - یہ بل لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے چونکہ آئین کی دفعہ ۶ میں یہ چیزیں موجود ہیں...

جناب ڈپٹی چیئرمین - یہ کوئی طریقہ نہیں۔ سوال و جواب نہیں ہوسکتا۔ آپ نے اعتراض اٹھایا، اور وہ وضاحت کر چکے ہیں۔ وہ اب اپنا Right of Reply استعمال کر رہے ہیں۔....

جناب خورشید حسن میر: *جناب والا! ہمارا تو موقف ہی یہی تھا کہ جب اپوزیشن والے یہ کہا کرتے تھے کہ آپ یحییٰ خان پر مقدمہ کیوں نہیں چلاتے تو ہمارا موقف یہی تھا کہ ہم نے بل میں اس قانونی صورت حال کو پوری طرح examine کرلیا تھا کہ آئین جو ٹوٹ چکا، جو نافذ نہیں، اس کو توڑنے کی سزا دینے کا کوئی قانون نہیں اب ۵۶ء کا آئین دفن ہو گیا۔ اس کے بعد ۶۲ء کا آئین آگیا، وہ بھی ختم ہوگیا۔ اب ہم کس قانون کے تحت ۵۶ء کے آئین کو توڑنے کی سزا دے سکتے ہیں۔ جب تک ایک قانون بنا ہی نہیں، وہ قانون ہم بنا نہیں سکتے کیوں کہ اس میں fundamental rights کی خلاف ورزی ہوئی۔ جو جرم اس وقت جرم نہ تھا، اس کو اب جرم بنا رہے ہیں۔ لہذا اس کی استثنیٰ پہلے آئین میں لکھی اور اب اس کو قانون بنا دیا۔ یہ قانونی پوزیشن ہے لیکن treason کا اتنا تعلق ہے کہ ملک کو توڑنا، ملک کے خلاف کسی قسم کی غداری کرنا جرم تھا۔ آپ اطمینان رکھیئے۔ میرا اس بات میں آپ سے مکمل اتفاق ہے کہ جو شخص ملک کو یا ملک کے کسی حصے کو توڑنے کی کوشش کرتا ہے یا ملک کے خلاف کسی قسم کی غداری کرتا ہے وہ مکمل سزا پانے کا مستوجب ہے اور قانون میں، پینل کوڈ میں اس کے لیئے گنجائش موجود ہے۔ اب مجھے اجازت دی جائے کیونکہ میں نے آپ کا یا آپ کی تقریر کا حوالہ نہیں دیا۔ میں نے تو آپ کی تقریر کا ذکر ہی نہیں کیا۔ کیونکہ صرف آپ نے نہیں، ایک دو اور حضرات نے اس خدشے کا اظہار کیا۔ میں آپ کی طرف یا کسی اور آنریبل ممبر کی طرف متوجہ نہیں ہوں۔ لیکن میں ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ پروپیگنڈہ جو اب ملک میں کیا گیا کہ پاکستان پیپلز پارٹی آئین کو توڑنے کے لیئے تو جرم بنا رہی ہے، لیکن ملک کو توڑنے کے لیئے کوئی قانون نہیں بنا رہی، یہ ایک mischievous پروپیگنڈہ ہے جو یہ ملک میں چلا رہے ہیں دائیں بازو والے، کیونکہ یحییٰ خان کے ساتھ مل کر مشرقی پاکستان کو توڑنے

*Speech not corrected by the honourable Minister.

[Mr. Khurshid Hasan Meer]

وہ ذمہ دار ہیں اور وہ اپنے کندھوں پر سے یہ بوجھ منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ بعض بارات میں چونکہ ان کی باتیں اور تقریریں خوب چھپتی ہیں، اسلیئے وہ بار بار یہ بات تے ہیں کہ پیپلز پارٹی ذمہ دار ہے دراصل اس میں وہ ناطہ جوڑتے ہیں اپنی اس تحریک کہ بنگلہ دیش کو منظور نہ کیا جائے۔ مقصد ان کا یہ ہے کہ جو پارٹی یہ بل ئے گی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب قرار داد پیش کی گئی کہ بنگلہ دیش کو منظور کرنے اختیار حکومت کو دیا جائے تو یہ کہا گیا کہ یہ پاکستان کو، ملک کو توڑنے کے رادف ہے۔ حالانکہ اس سے زیادہ کج بحثی اور کیا ہو سکتی ہے کہ بنگلہ دیش ہم ٹوٹ چکا ہے ہمارا کوئی کنٹرول نہیں، کوئی انتظام نہیں اور نہ مستقبل قریب نہیں کوئی ایسا طریقہ نظر آتا ہے کہ ہماری حکومت وہاں اپنا اختیار نافذ کر سکے، ج ہم وہاں نہیں بیھج سکتے، فوج کشی سے ہزار میل دور ہم اپنا تسلط نہیں جما سکتے، ک ہی طریقہ ہے کہ خود وہاں کوئی تحریک اٹھے اور وہاں ان کے ساتھ ہمارے لقات استوار ہو جائیں، ہماری نفرت کم ہو جائے جو پیدا کی گئی، جب بھارت کا ہ ان کو لگے، بھارت کی طرف سے ان کا استحصال ہو اور اس کے نتیجے میں مشرقی کستان والے خود چاہیں، اور وہاں کوئی ایسی حکومت آئے، جو چاہے کہ پاکستان ساتھ کوئی تعلق استوار کیا جائے، اس کو بعد میں کوئی آئینی صورت دی جائے ں یہ واضح ہے کہ جب بھی کبھی کوئی ایسا موقع آیا، خدا کرے کہ ایسا ہو، کوئی موقع آئے، تو مشرقی پاکستان واپس پاکستان کا پانچواں صوبہ بن کر نہیں ے گا۔ کوئی ایسی صورت نظر نہیں آتی ۔ کوئی چھوٹی سی چھوٹی فہم رکھنے والا ص بھی یہ نہیں سمجھ سکتا کہ مشرقی پاکستان پھر پاکستان کا پانچواں صوبہ بن آسکتا ہے۔ وہ یہ صورت ہوگی کہ کوئی ان کے ساتھ آئینی تعلق، جس طرح دو ملکوں کے درمیان پیدا کیا جا سکتا ہے، اس طور سے پیدا کیا جائے اور پھر یہ ع کی جائے کہ وہ آئینی تعلق بڑھتے بڑھتے مضبوط صورت اختیار کرے گا۔ تو ان وں میں بنگلہ دیش کو منظور کرنا کسی طور سے بھی اس امر میں رکاوٹ نہیں ہو سکتا مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے آئینی تعلق کا احیاء ہو۔ لیکن یہاں یہ ایک تاثر جیسا کہ کج بحثی عادت ہے دائیں بازو والوں کی کہ وہ یہ تاثر دینے کی وشش کر رہے ہیں کہ جو بھی بنگلہ دیش کو تسلیم کرے گا وہ بھی ملک کے توڑنے اعانت کرے گا۔ اور وہ بھی مجرم ہونا چاہیے تو میں نے اس ضمن میں یہ گزارش تھی قطعاً میرا روئے سخن آپ کی طرف نہیں تھا اور اب اگر آپ مجھے اجازت دیں تو یہ کہوں گا کہ یہ بات ان کی بد نیتی کی طرح بے بنیاد ہے۔

میر نبی بخش زہری: ان کے متعلق کہیں۔

جناب خورشید حسن میر: *پہلے بھی میں نے انہی کے متعلق کہا تھا۔ اس کے

وہ دوسرا مسئلہ یہاں پر یہ اٹھایا گیا، کہ اگر کوئی شخص یا کبھی کوئی ٹولہ اس ن کو توڑ دے تو پھر کیا ہوگا، اور اگر اس آئین کو ہی توڑ دے گا تو پھر کیا ت رہ جائے گی ان قوانین کی جو ہم اس کے تحت بنا رہے ہیں۔ اس ضمن میں میں یہ ض کروں گا اور میں نے اسی لئے جان بوجھ کر سپریم کورٹ کی رولنگ کا حوالہ دیا کہ یحییٰ خان کا مارشل لاء ختم ہوا اور سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ وہ غاصب

تھا۔ گویا کہ جب کبھی آمریت کسی ملک میں آئی ہے تو وہ مستقل تو نہیں رہتی آخر وہاں ایک نہ ایک دن جمہوریت کو بحال ہونا ہوتا ہے۔ اور پھر ہمارے ہاں تو بڑے تلخ تجربات کے بعد جمہوریت بحال ہوئی ہے۔ محض ایک حوالہ دیا گیا ہے اصغرخان کا جس کے ساتھ کوئی نہیں ۔جس کی جماعت کچھ نہیں ۔ جس کو سیاست سے کوئی واسطہ نہیں ۔ جس کو سیاست کا کچھ علم نہیں۔ جس کو کچھ بھی پتہ نہیں ۔ وہ ایک اچھے پائلٹ رہے ہوں گے لیکن سیاست کو بھی سیاسی فضا سمجھ کر سیاسی قلابازیاں لگانا فخر سمجھتے ہیں ۔ ان کے موقف تو روز بدلتے رہتے ہیں پہلے ان کا کہنا یہ تھا کہ میں قومی اسمبلی کی آئینی حیثیت کو تسلیم نہیں کرتا صرف ان کے کہہ دینے سے تو قومی اسمبلی کی حیثیت ختم نہیں ہو جاتی بلکہ مزے کی بات تو یہ ہے کہ جب ان کا یہ بیان اخبارات میں چھپا اور اس کے بعد کوئی اداریہ وغیرہ کسی اخبار میں لکھا گیا یا شاید کسی آدمی کا بیان تھا کہ سپریم کورٹ تو یہ کہہ چکی ہے کہ یہ آئینی اسمبلی جو ہے ، یہ قومی اسمبلی جو ہے یہ آئینی اسمبلی ہے اور ہم باقاعدہ اس کی قانونی حیثیت تسلیم کرتے ہیں اور جتنے بھی اس کی قانونی حیثیت کے بارے میں اعتراضات اٹھائے گئے تھے غلط ہیں اور اس کو آئین بنانے کا حق حاصل ہے تو اس فیصلے کے بعد اگر اصغرخان یہ بات کہتے ہیں کہ اس کی کوئی آئینی حیثیت نہیں تو یہ وہ توہین عدالت کے مرتکب ہوتے ہیں ۔ اور جب یہ بیان آیا تو دوسرے ہی روز آپ کو یاد ہو گا کہ ان کا بیان آیا تھا کہ میں بالکل یہ بات نہیں کہتا کہ آئینی طور پر قومی اسمبلی مجاز نہیں ہے میں تو اخلاقی طور پر کہتا ہوں ۔ اب اگر وہ ایسا موقف اختیار کرنا چاہتے ہیں کہ یہ قومی اسمبلی آئینی حیثیت نہیں رکھتی تو وہ کریں ، لیکن پھر اس کے نتائج کے لئے بھی تیار رہیں۔ کیونکہ جب ہم نے کہا تھا کہ ہم ایوب خان کی حکومت کو تسلیم نہیں کرتے وہ ایک آمر ہے اور ہم اس آمر کی حکومت کا پانسہ پلٹ کر رہیں گے۔ تو ہم اس کے نتائج کے لئے بھی تیار تھے۔ لیکن ان لوگوں میں جرأت نہیں ہے۔ ان کے ساتھ عوام نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اب انشاءاللہ تعالیٰ اس بات کا امکان نہیں ہے کیونکہ ہمارے ملک میں کافی تلخ تجربات ہو چکے ہیں، آمریت کے ہاتھوں ، تو اب یہاں اگر کوئی ایسی ہی کوشش کی جائے اور اگر کوئی ایسی ہی کوشش کرنے والے ہوں تو ان کے لئے کوئی کامیابی کی صورت ہو۔ اور اگر خدا نخواستہ، خدا نخواستہ ، وقتی طور پر ایسا ہوا بھی تو انشاء اللہ کبھی نہ کبھی تو جمہوریت بحال ہو گی تو اسی قانون کے تحت جو آپ کے سامنے زیر غور ہے اس شخص کو سزا دی جائے گی اس بارے میں آپ مکمل اطمینان رکھیں۔ میں نے بل پیش کرتے وقت یہ عرض کیا تھا کہ یہ وارننگ ہے ان لوگوں کے لئے کہ جو یہ امیدیں لگائے بیٹھے ہیں کہ اس ملک کو جو جمہوری ادارے ملے ہیں توڑے جا سکتے ہیں میں ایک بار پھر یہ عرض کردوں کہ وہ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ میرے قائد محترم کیا کہتے ہیں اس بارے میں وہ یہ کہتے ہیں کہ میں عوام سے حکومت کرنے کا حق لے کر آیا ہوں اور عوام ہی مجھے ہٹا سکتے ہیں ۔ الیکشن میں اگر وہ نہیں چاہتے تو پاکستان پیپلز پارٹی کو ہٹا دیں۔ لیکن جو وقفہ پانچ سال کے لئے میں عوام سے لے کر آیا ہوں عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو کر آیا

[Mr. Khurshid Hasan Meer]

تو یہ وقفہ کوئی ہم سے چھین نہیں سکتا ۔ اور یہ لوگ پاکستان پیپلز پارٹی کی
وت ختم کو کرنے کی دھمکیاں دیتے پھرے ہیں۔ اور وہ یہ نہیں کہتے کہ ہم عوام کے
ٹوں سے منتخب ہو کر آئیں گے ۔ وہ کبھی یہ نہیں کہتے کہ ہم عوام سے وقفہ لے
آئیں گے وہ تو امیدیں لگائے بیٹھے ہیں کسی فوجی ٹولے کے انتظار میں جس کا وجود
نہیں ، اس سلسلے میں کچھ مقدمات چل رہے ہیں اس لئے میں کسی خاص واقعہ
بارے میں نہیں کہہ سکتا لیکن دو آدمیوں کا ہوٹل میں بیٹھ کر یا بار ایسویسی
ن میں بیٹھ کر یہ کہنا کہ اب یہ حکومت نہیں چل سکتی اور پاکستان پیپلز پارٹی
الیکشن نہیں جیت سکتی تو وہ اپنی خیالی دنیا میں رہتے ہیں۔ ان کو کچھ علم
ملک کے حالات کا اس لئے ان کی باتیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں اور وہ مجذوب
ڑ سے زیادہ کچھ حیثیت نہیں رکھتیں ۔ تو میں ان الفاظ کے ساتھ ان ساتھیوں کا
یہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس بحث میں حصہ لیا۔

میاں احسان الحق : جناب والا میں یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ میر صاحب نے
ا ہے کہ سپریم کورٹ نے فیصلہ دے دیا ہے کہ یحییٰ خان غاصب تھا وہ غدار تھا۔
اب جب کہ یہ قانون پاس ہو جائے گا تو کیا یحییٰ خان پر مقدمہ چلایا جائے گا۔

جناب ڈپٹی چئیرمین : یہ تو پالیسی matter ہے ، اسے leg ation سے
ث نہ کریں ۔

جناب خورشید حسن میر : آپ کی اطلاع کے لئے عرض کردوں کہ یہ ہم تفریح
لئے تو کاروائی نہیں کر رہے ۔ قانون اگر بنایا جا رہا ہے تو کسی مقصد کے لیئے بنایا
رہا ہے۔

Mr. Deputy Chairman: The question before the House is—

> that the Bill to provide for the punishment of persons found guilty of of abrogation or subversion of a Constitution or of a high trea [The High Treason (Punishment) Bill, 1973], as passed by National Assembly, be taken into consideration at once.

The motion is adopted.

Mr. Deputy Chairman: Now we will take the Bill clause by clause.

There is no amendment to clauses 2 and 3. The question is—

> "that clauses 2 and 3 of the Bill may form part of the Bill."

The motion is adopted.

Mr. Deputy Chairman: The question is—

> "that clause 1 and the preamble may form part of the Bill."

The motion is adopted.

Mr. Khurshid Hasan Meer: Sir, about this, I want to bring to your no one thing. Although the statement of objects and reasons is not a part of Bill, will not form part of the Act, but the honourable member who is present now has drawn my attention to the fact that whereas the scope of Bill has been enlarged and now acts of treason have been made punish

retrospectively, not only from 1962, and in the statement of objects and reasons consequential corrections will have to be made.

Mr. Deputy Chairman: This is a clerical mistake.

Mr. Khurshid Hasan Meer: Therefore, sir, it may form part of the record that in the statement of objects and reasons, it does not need any amendment, because it does not form part of the Bill, but a clarification shall have to be made to correct the date mentioned, as the same as in the Bill itself, *i.e.* 23rd day of March 1956 instead of 8th day of June 1962. The other correction is sir, that in clause 2 (a), the word " an " has to be introduced before " act ". That also is a clerical correction, to read it " or of having committed an act of abrogation ". So this is for the draftsmen who are making other corrections to keep this also in mind.

Mr. Deputy Chairman: Yes, these are clerical mistakes and both these mistakes will be corrected by the draftmen in third reading.

Mr. Khurshid Hasan Meer: May I now take up the motion for adoption?

Mr. Deputy Chairman: Item No. 4. Yes.

Mr. Khurshid Hasan Meer: Sir, I beg to move—

"That the Bill to provide for the punishment of persons found guilty of acts of abrogation or subversion of a Constitution or of a high treason [The High Treason (Punishment) Bill, 1973], be passed."

Mr. Deputy Chairman: The motion before the House is—

"That the Bill to provide for the punishment of persons found guilty of acts of abrogation or subversion of a Constitution or of a high treason (The High Treason (Punishment) Bill, 1973), be passed."

Those who are in favour of the motion may say Ayes and those who are against the motion may say No.

The Bill is passed.

Mr. Deputy Chairman: Next please.

THE COMPANIES (AMENDMENT) BILL, 1973

Mr. Khurshid Hasan Meer: Sir, I beg to move—

"That the Bill further to amend the Companies Act, 1913. [The Companies (Amendment) Bill, 1973], as passed by the National Assembly, be taken into consideration."

Mr. Deputy Chairman: The motion before the House is—

"That the Bill further to amend the Companies Act, 1913 [The Companies (Amendment) Bill, 1973], as passed by the National Assembly, be taken into consideration."

Would you like to say something?

Mr. Khurshid Hasan Meer: Sir, this Bill seeks merely and only to permit the enhancement of the Registration Fee that the Companies have to pay at the time of registering themselves. Sir, these fees that prevail at present were fixed as long ago as 1866 *i.e.* in the last century and the same fees are continuing today.

[Mr. Khurshid Hasan Meer]

It will be appreciated that this is completely unrealistic. Even in India the f required for registration of companies have been increased manifold ; from 10 to 500%. Sir, there is a new rate of fees now prescribed under the amendm which will be for companies whose nominal share capital does not exc Rs. one lakh, they will have to pay one per cent of the capital which wo mean Rs. five per thousand of share capital.

[At this stage the chair was vacated by Mr. Deputy Chairman and occup by Mr. Chairman (Mr. Habibullah Khan)].

Mr. Khurshid Hasan Meer: Sir, where the nominal share capital exce Rs. one lakh, but does not exceed Rs. ten lakhs then the rate of fee would Rs. 2 per one thousand of the share capital and where the share capital is m than the nominal share capital of ten lakhs, then the rate of fee would be f paisa per one thousand of share capital and that means for the excess brack of course, for the first bracket, it would be Rs. 5, as I have already said, per thousand of share capital. Then, I may add that the registration fees are p able only when the registered companies first register and it should be burden for the company at all. There are a couple of other minor matters I commend it to the House and request that it should be taken into considerat

Mr. Chairman: I don't think there is any gentleman who wants to sp on this. Now, I put the motion to the House. The motion before the Ho is that the Bill further to amend the Companies Act, 1913 [The Companies (Ame ment) Bill, 1973] as passed by the National Assembly be taken into consid tion. Those who are in favour of it may say Ayes and those who are aga it may say No.

The motion is adopted.

Now, we take the Bill clause by clause. Since there is no opposition the passage of this Bill, so I will put four clauses together. Those who are favour of the adoption of clauses 2, 3, 4 and 5 along with the Schedule m say Ayes and those who are against it may say No.

Clauses 2, 3, 4, and 5 alongwith the Schedule stand part of the Bill.

Now, I think, it would be preferable to put the schedule separately, to v Those who are in favour of the adoption of this schedule may say Ayes those who are against it may say No.

The Schedule is adopted.

Now, we put clause 1 short title, commencement and the preamble. Th who are in favour of the adoption of clause 1, short title, commencement the preamble may say Ayes and those who are against it may say No.

Clause 1 stands part of the Bill.

Mr. Khurshid Hasan Meer: Sir, I beg to move that the Bill further to am the Companies Act, 1913 [The Companies (Amendment) Bill, 1973], be passed

Mr. Chairman: The question before the House is that the Bill further amend the Companies Act, 1913 [The Companies (Amendment) Bill, 1973] passed. Those who are in favour may say Ayes and those who are agains may say No.

The Bill is passed. Next.

THE SERVICE TRIBUNALS BILL, 1973

Mr. Khurshid Hasan Meer: *Sir, I beg to move—

"That the requirement of sub-rule (2) of rule 83 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973 in regard to the Bill to provide for the establishment of Service Tribunals to exercise jurisdiction in respect of matters relating to the terms and conditions of service of civil servants (The Service Tribunals Bill, 1973), as reported by the Standing Committee, be dispensed with."

I may submit, Sir, that this Bill was taken up for consideration at an earlier sitting and at that time some of the Hon'ble Members said that it would be much better if the Bill is referred to the Standing Committee for closer examination and that was done and the august House adopted that submission and a Committee was selected with Mr. Rafi Raza as its Chairman to consider the Bill thoroughly and to examine every aspect of it and a report of the Standing Committee has been submitted by the Chairman of the Committee, Mr. Rafi Raza, to the House recommending that the Bill be adopted unanimously and for that reason I am now making the motion that this rule be suspended so that the Bill can be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Yes, the motion before the House is that the requirements of sub-rule 2 of rule 83 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973 in regard to the Bill to provide for the establishment of Service Tribunals to exercise jurisdiction in respect of matters relating to the terms and conditions of service of civil servants (The Service Tribunals Bill, 1973) as reported by the Standing Committee be dispensed with. Those who are in favour of it may say Ayes and those who are against it may say No.

The motion is adopted.

Mr. Chairman: Sub-rule (2) of rule 83 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, is dispensed with.

Mr. Khurshid Hasan Meer: I beg to move:

"That the Bill to provide for establishment of Service Tribunals to exercise jurisdiction in respect of civil servants [The Service Tribunals Bill, 1973], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once."

Mr. Chairman: Motion moved:

"That the Bill to provide for the establishment of Service Tribunals to exercise jurisdiction in respect of matters relating to the terms and conditions of service of civil servants (The Service Tribunals Bill, 1973), as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once."

You may explain the Bill.

*Speech not corrected by the honourable Minister.

Mr. Khurshid Hasan Meer: *When this bill was first presented to the honourable Senate I had at that time explained the object of this Bill. I will therefore not attempt to do that again. I would seek permission briefly to say that the administrative reforms introduced and announced by the Prime Minister necessitated fresh legislation in various respects; five aspects require legislation. One—to provide for the Public Service Commission—that is already done—the National Assembly and the Senate have passed the Bill. Second—Three Service Tribunals which is the present Bill. The object is to provide judicial avenues for the redress of grievances of public officials themselves in the matter relating to their service conditions and at any time when any penalty is awarded to a civil servant, whether it is minor or major—or whenever he is discharged or dismissed or reverted or censured, then, he will have the opportunity to go to the Tribunal. Previously, civil servants used to go to the civil court for remedy. They very seldom got it as it was not always easy because the question came up as to whether the court had jursidiction in a matter to exercise administrative discretion and things like that; of course in some cases the procedure used to be lengthy. Now, they will have expeditious remedy. Then the third Bill which will also be coming up would deal with the law to provide for their matter of services with the recruitment and employment etc., because the present Bill has been taken out of the Constitution and the law is to be made. Until the law is made the provision of the Interim Constitution continues. But the scheme was that its colonial legacy should be discarded and to have the terms and conditions of civil servants provided for in the Constitution itself. Parliament has enacted and it would be coming up next. This is the legislation at present, but later on we will have to bring two more laws which I hope we shall be able to do in the next session. One will deal with setting up of Ombudsman which will lock into individual complaints about any public functionary or of function of any department and scrutinise those matters thoroughly and submit recommendations to the department concerned and the department concerned can draw out a report which will not make any order himself but he will submit an annual report to the parliament; and last but not the least will be the law that will deal with the setting up of administrative courts and those courts will have avenue ? Individual, the public shall have the right to go and claim compensation against any public officials on account of any torts, losses suffered by him, on account of any act or order of public official or of government body. So, this is the scheme of the legislation we are completing. I hope legislation on three acts—two will be brought in the next session of the National Assembly which will be necessitated because of the important historic administrative reforms announced by the Prime Minister. With these words I commend this Bill to the House.

Mr. Chairman: The question is:

"That the Bill to provide for the establishment of Service Tribunals to exercise jurisdiction in respect of matters relating to the terms and conditions of service of civil servants [The Service Tribunals Bill, 1973], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once."

The motion is adopted.

Mr. Chairman: We take the Bill clause by clause.

I put all the clauses to the House.

---

*Speech not corrected by the honourable Minister.

Mr. Chairman : The question is :

"That clause 2, clause 3, clause 4, clause 5, clause 6, clause 7, clause 8 and clause 9 do form part of the Bill."

The motion is adopted.

Mr. Chairman : Clause 2, clause 3, clause 4, clause 5, clause 6, clause 7, clause 8 and clause 9 form part of the Bill.

Mr. Chairman : The question is :

"That clause 1, Short Title and Preamble do form part of the Bill."

The motion is adopted.

Mr. Chairman : Clause 1, Short Title and the Preamble form part of the Bill. Next please.

Mr. Khurshid Hasan Meer : I beg to move :

"That the Bill to provide for the establishment of Service Tribunals to exercise jurisdiction in respect of matters relating to the terms and conditions of service of civil servants [The Service Tribunals Bill, 1973], as reported by the Standing Committee, be passed.

Mr. Chairman : Motion moved :

"That the Bill to provide for the establishment of Service Tribunals to exercise jurisdiction in respect of matters relating to the terms and conditions of service of civil servants [The Service Tribunals Bill, 1973], be passed."

You do not want to say anything ?

Mr. Khurshid Hasan Meer : No.

Mr. Chairman : The question before the House is :

"That the Bill to provide for the establishment of Service Tribunals to exercise jurisdiction in respect of matters relating to the terms and conditions of service of Civil Servants [The Service Tribunals Bill, 1973], be passed."

The motion is adopted.

Mr. Chairman : The Bill is passed. Next please.

THE CIVIL SERVANTS BILL, 1973

Mr. Khurshid Hasan Meer : I beg to move :

"That the Bill to regulate the appointment of persons to and the terms and conditions of service of persons in, the service of Pakistan [The Civil Servants Bill, 1973], as passed by the National Assembly, be taken into consideration."

Mr. Chairman : Motion moved :

"That the bill to regulate the appointment of persons to and the terms and conditions of service of persons in, the service of Pakistan [The Civil Servants Bill, 1973], as passed by the National Assembly, be taken in to considerations."

Mr. Khurshid Hasan Meer : (Minister without Portfolio) : *Sir, I will try to explain the main features of this Bill. The Bill provides that for Additional

---

*Speech not corrected by the honourable Minister.

[Mr. Khurshid Hasan Meer]

Secretaries and Secretaries to the Government of Pakistan and above like Secretary-General to the Government of Pakistan for them there is no fixed age of retirement. This is a necessary risk they incur if they get promotion to the top positions in the service of Pakistan. That means, any time an Additional Secretary or Secretary if he is found to be inefficient, any time if he is found unable to pull his weight, any time it is found that he is not carrying out the policies of the Government, he can be retired. It means that there is no age of retirement for them. It may be that some people who have got in the habit of criticising of Government for whatever the Government may do will say that we are taking away the protection that the Government servants need, yet the whole country has been unanimous from the time of independence that what is needed is the supremacy of the civil Government over the bureaucracy. Now what is wrong in the authority exercised by the bureaucracy ? Well we cannot advance because the bureaucracy is invalid and unimaginative. We cannot have reforms because the bureaucracy would not permit any reforms. We lost democracy because the bureaucracy manoeuvred the death-knell of democracy. Why we had dictatorship because the bureaucracy was hand in glove with them and wanted to impose dictatorship. Everybody knows that bureaucracy is an evil, an unmitigated evil, yet we do not want to finish the evil of bureaucracy. What we find is that a man of law, even the former Law Minister issued a statement that necessary protection to the civil servants has been taken away. That the People's Government is trying to convert bureaucracy into its own servants. This is very funny. Pakistan People's Party has come into power by the votes of the people. The people are the real rulers of the country. They have entrusted to the People's Party the task of governing the country. They have placed the Government in their hands. To whom the Civil servants are to be subordinate? Whose servants are they ? They are servants of the public. Well public exercises its authority over them through its chosen representatives. If the people are not permitted to do so, if the Government elected by the people, is not allowed to do so then who will do it. Of course they have to be servants of the people and they have to be servants of the Government that has come into power. I saw that the Government that has come into power today or at present is no ordinary change of Government. It is not that a country has had democracy for a long time and parties have been elected to the Government and defeated and again come back after two years and things like that; what we now have is not an ordinary change of Government. I repeat, the people have voted for a revolution; they want the revolution. The people have voted for ending the archaic and anti-diluvian social system of the country. That has to be done by the Government and to do so, the Government is bringing legislation. But the Government has to act through the civil servants, through the public servants. They have to carry out the policies of the Government; they have to implement these reforms. Therefore, we must have a body of civil servants who are in tune with the mandate of the people to bring about these changes we want people who are in tune with the reforms introduced, who will promote these reforms, who will further these reforms, who will implement these reforms, who will not stand in the way of further reforms. Further reforms have to come and will be brought about. Therefore, Sir, complete change is needed in the bureaucracy, in the mentality of the bureaucracy. What we need is protection of the rights of the people, not protection of the rights of any individual to remain in a top position in the heirarchy of Government officials. We cannot in the nature of things afford that. Those who accuse us today for trying to convert bureaucracy into a subordinate position to our Government forget that Ayub Khan had done that. That this bureaucracy was completely subordinate to Ayub Khan. It was completely subordinate to anti-people dictatorship and at that time nobody objected to it. They forget that this bureaucracy served the purposes of usurper Yahyah Khan willingly without any hesitation and no civil servant resigned when Yahya Khan was out to destroy the country.

Yet nobody objected at that time and now that we have restored democracy in the country and now that people have come into power and people's will has to be carried into effect, it is being said that civil servant must have protection. Protection against whom is required ? Against the people ? They have had it too long. We will not give them. We will finish with this once and for all. They will have protection in the terms and conditions of their service; they will have protection to have justice and fairplay being done to them. After having protection to serve until the age of retirement, they will not have protection to carry on in their own way, not as bosses of the country. We shall have public servant in the real sense of the word. They will have to be 'Mulazim'. 'Awam ke Mulazim', Naukar' نوکر شاہی نہیں چلے گی

Sir, that is the object of the Bill. About the age of retirement now, as I have already said for Additional Secretaries and Secretaries and above there is no protection because it is useless to have Secretary or Additional Secretary of a senior functionary if he is not implementing the policies of the Government. It is said that you can transfer him to another department or post where he may not be in a position to implement Government policies or be in a directory position. But it is useless merely to transfer him. We had gone through this experience also. For a time we kept on transferring Secretaries and Additional Secretaries till a good number of them assembled in Establishment Division as O. S. Ds. We do not know what to do with them. We had no chairs to give them to sit on. So we have provided that they have to retire as they are no longer needed. That means Joint Secretaries and below have protection to pay and pension under the law which I am commending to this honourable House but the Government has the discretion to retire any person who has put in 25 years service. By that time he has got the right to pension. But if he is not having the right attitude to reforms and not pulling his weight, if he is not having good reputation and does not have proper liaison with the public and is not willingly carrying out the reforms introduced by the Government, then the Government can retire him; in all other cases the age of retirement would be 58. That is the scheme of the law that we have brought and so I commend it to the House.

Mr. Chairman : The question before the House is :

"That the Bill to regulate the appointment of persons to and the terms and conditions of service of persons in, the service of Pakistan (The Civil Servants Bill, 1973), as passed by the National Assembly, be taken into consideration."

The motion is adopted.

Mr. Chairman : We take up the Bill, clause by clause. Just as it has been done in the case of earlier Bills, there is no opposition to this one also so I prefer to take all the clauses together with the exception of No. 1. The question is :

"That Clauses 2 to 26 stand part of the Bill.

The motion is adopted.

Mr. Chairman : Clauses 19, 20, 21, 22, 23, 24, 25 and Clause 26 were adopted. Now we are coming to short title, application and commencement.

The question is that Clause 1—Preamble, short title, application and commencement do stand part of the Bill.

Clause 1 of the Bill is adopted.

Mr. Chairman : You come to the next motion.

Mr. Khurshid Hasan Meer : Sir, I come to the last motion and I beg move :

"That the Bill to regulate the appointment of persons, to, and the ter and conditions of service of persons in, the service of Pakistan [Civil Servants Bill, 1973], be passed."

Mr. Chairman : The motion before the House is—

"That the Bill to regulate the appointment of persons, to, and the ter and conditions of service of persons in, the service of Pakistan [Civil Servants Bill, 1973], be passed."

Mr. Chairman : The Bill is passed.

Mr. Khurshid Hasan Meer : May I express appreciation and gratitude the Chair and to the honourable Members of the Senate for having comple very important pieces of legislation today. The speeches delivered were e ghtening and provided valuable guide-lines and advice for the Government. I assure the honourable Members that the Government will keep the sentime and the views expressed by the honourable Members in view while formulat the terms and conditions and while implementing them. Thank you very mu

PROROGATION ORDER BY THE PRESIDENT

جناب چیئرمین : پیشتر اسکے کہ میں صدر صاحب کا آرڈر ایوان کے سامنے سناؤں
یں ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہم خاتمہ بالخیر سے ہمکنار ہوئے۔ نہ تو کوئی
ہنگامہ آرائی ہوئی، نہ کوئی تلخی ہوئی اور نہ ہی کوئی بد مزگی ہوئی۔ نہایت آرام سے
خوش اسلوبی سے ، محبت سے، میٹھی میٹھی باتوں سے ہماری کارروائی آج ختم ہوئی۔ آپ
نے جو تعاون میرے ساتھ کیا میں اسکا بہت مشکور ہوں۔ اُمید ہے کہ ہم آئندہ بھی
اسی طرح آپس میں تعاون سے اس ایوان کی کارروائی چلائیں گے۔آخر میں میں پھر آپکا
شکریہ ادا کرتا ہوں اور پیشتر اسکے کہ ہم یہاں سے رخصت ہوں میں صدر صاحب کا
prorogation order آپکو پڑھکر سناتا ہوں۔

In exercise of the powers conferred by clause (1) of Article 54 of Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue Senate on the conclusion of its sitting on the 15th September, 1973.

So the House stands prorogued.

Thank you gentlemen.

The Senate adjourned *sine die*.

PCPPI—M/3775 (73-74) Senate—9-4-75—400.